اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں
تالیف
ابو الریان نعیم الرحمن حفظہ اللہ
نظر ثانی
فضیلۃ الشیخ حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں
تالیف
ابوریان نعیم الرحمٰن

نام کتاب

اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں

تالیف

ابوریان نعیم الرحمٰن

نظرثانی

عبدالسلام بن محمد

ناشر ———— دار الاندلس

ملنے کا پتہ

مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی، لاہور

Ph: 042-7230549 Fax: 7242639
www.dar-ul-andlus.com

باب اول

وہ اعمال کہ جن کی ادائیگی پر فرشتے اتر آئیں

باب دوم

وہ اشخاص کہ جن پر فرشتوں کا نزول ہوا

باب سوم

وہ اعمال کہ جن کی نحوست سے فرشتے دور بھاگیں

❀❀❀

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَكُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

”بلاشبہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے، اسی سے مدد مانگتے اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ دھتکار دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

”حمد وصلوۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام امور میں سے برے کام (دین میں) خودساختہ (بدعت والے) کام ہیں، ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

''اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم مسلمان ہو۔ لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، (پھر) اس سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلا دیا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے (بچو)۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔ اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی اور کھری) بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، یقیناً اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔''

① ((مسلم' الجمعة' بابا تخفيف الصلوة و الخطبة' حديث ٨٦٨ و ٨٦٧۔ والنسائی' ٣٢٧٨))

② ((رواه الأربعة واحمد والدارمی و روی البغوی فی شرح السنة مشكوٰة مع تعليقات الالبانی' النكاح' باب اعلان النكاح...... وقال الالبانی حديث صحيح۔))

تنبیہات:

- صحیح مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں ابن عباس اور ابن مسعود ﷺ کی حدیث میں خطبہ کا آغاز ((ان الحمدلله)) سے ہے لہذا ((الحمدلله)) کی بجائے ((ان الحمدلله)) کہنا چاہیے۔
- یہاں ((نومن به ونتوكل عليه)) کے الفاظ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔
- یہ خطبہ نکاح' جمعہ اور عام وعظ وارشاد یا درس وتدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسی خطبہ حاجت کہتے ہیں اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت وضرورت بیان کرے۔

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔" (حم سجدہ : ۳۰)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بشارت دی ہے جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے دین پر ڈٹ جاتے ہیں، پھر آندھیاں چلیں، طوفان آ جائیں۔ لیکن دنیا کی کوئی طاقت ان کے پائے استقامت کو لغزش نہیں دے پاتی۔

زیر نظر کتاب "اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں" محترم بھائی ابو الریان نعیم الرحمٰن کی بہترین کاوش ہے۔ انہوں نے اس میں ایسے اعمال اور افراد کا تذکرہ کتاب وسنت کی روشنی میں کیا ہے۔ کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اترتے ہیں۔ آخری باب میں ان لوگوں کا

تذکرہ بھی ہے، کہ جن کی بد اعمالیوں کی وجہ سے رحمت کے فرشتے دور ہو جاتے ہیں۔ نعیم بھائی نے بہت محنت کر کے کتاب کو مرتب کیا۔ اور ملک کے ممتاز علماء جن میں ابو الحسن مبشر احمد ربانی اور مفتی اصغر حازم حفظہ اللہ نے کتاب کو پڑھا اور توثیق فرمائی۔

دارالاندلس کے رفیق ابو عمر اشتیاق بھائی نے اس پر مزید محنت کی۔ بالآخر فائنل پروف حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کی خدمت میں بھیجا گیا انہوں نے مکمل کتاب پڑھنے کے بعد اس کو بہت سراہا اور تعریفی کلمات کہے، جو مولف کے لیے ایک اعزاز ہیں۔ وللہ الحمد

دارالاندلس کی طرف سے یہ تحفہ قبول فرمایے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین!

محمد سیف اللہ خالد

مدیر "دارالاندلس"

۸ محرم ۱٤۲٦ھ

پیش لفظ

انسان اپنی ضروریات، خواہشات اور حاجات کو پورا کرنے کے لیے دنیاوی اور ظاہری اسباب پر اعتماد کرتا ہے مگر بے حد کوشش کے باوجود اپنی خواہشات کو پورا نہیں کر پاتا، اپنی چاہت کو پورا کرنے کے لیے ہر دنیاوی طریقہ آزماتا ہے لیکن اس کی چاہت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ آدم علیہ السلام کا بیٹا مصائب اور مشکلات میں گھرا ہوا ہے اور ان مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کتنی ہی سعی کرتا ہے، لیکن اس کی الجھنیں اسی طرح برقرار رہتی ہیں۔ بھٹکا ہوا بندہ در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، کبھی کسی آستانے پر، تو کبھی کسی درگاہ پر اور کبھی کسی بڑے عہدے پر فائز انسان تک رسائی کرتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنی مشکلات کے حل کے لیے کسی صالح انسان سے دعا کرواتا ہے۔ دعا کرانا جائز ہے، لیکن وہ ایسے طریقے نہیں اپناتا، جن کے اپنانے سے نہ صرف اس کی ضروریات پوری ہوتی ہیں بلکہ اس کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جاتی ہیں۔ ان طریقوں میں سرفہرست وہ اعمال صالحہ ہیں جن کے کرنے سے عرش کریم کا رب خوش ہو کر اپنے مقرب فرشتوں کو انسان کا معاون بنا کر نازل فرما دیتا ہے۔ یہ معاونت مختلف صورتوں میں ہو سکتی ہے۔

1. ایمان والوں کے لیے دعا کرنا۔
2. ان کی سفارش کرنا۔
3. ان سے اللہ کے لیے دوستی کرنا اور مشکل مراحل میں ان کا ساتھ دینا۔
4. انھیں غم اور پریشان کن حالات میں تسلی دینا۔

5 رحمت اور سکینت سمیت انھیں ڈھانپ لینا اور ان کا محافظ بن جانا وغیرہ صورتیں شامل ہیں۔

رحمت کے فرشتے ہر شخص کے لیے نازل نہیں ہوتے اور نہ وہ کسی عام شخص کے معاون بنتے ہیں، بلکہ وہ تو کسی خاص شخصیت کے لیے اللہ سبحانہ کی مرضی سے نازل ہوتے ہیں اور ان کا نزول اسی کے لیے ہوتا ہے، جن کے لیے اللہ مالک الملک کی خوشنودی ہو۔ فرشتے اپنی زبان پر وہی بات لاتے ہیں جس کے بولنے کی انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو اور وہ تو صرف وہی عمل کرتے ہیں جس کے کرنے کی اللہ رب العزت کی طرف سے منظوری حاصل ہو چکی ہو۔ ان کا بولنا اور نازل ہونا صرف اسی کے لیے ہوتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو اور وہ تو صرف وہی عمل کرتے ہیں، جو اللہ رحیم و کریم کو پسند ہو۔ اس حقیقت کو خود رب کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِأَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○ ﴾

[الانبیآء: ٢٦ـ ٢٨]

”انھوں نے کہا رحمٰن نے اپنے لیے اولاد بنائی ہے، اس کی ذات پاک ہے، بلکہ وہ تو اس کے معزز بندے ہیں، وہ کسی بات میں اللہ تعالیٰ پر سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر کاربند رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے، وہ کسی کی کبھی سفارش نہیں کرتے سوائے ان کے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو۔ وہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں و ترساں ہیں۔“

ان آیات کی تفسیر میں امام شوکانی رحمہ اللہ اپنی تفسیر فتح القدیر میں رقمطراز ہیں:

”وہ فرشتے اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتے، حتیٰ کہ خود اللہ تعالیٰ انھیں حکم کرتا

ہے، یہ دلیل ہے ان کی کمال اطاعت اور مطیع ہونے پر۔ کیونکہ وہ کوئی عمل کرتے ہیں اور نہ کوئی بات کہتے ہیں، مگر اسی کے حکم سے۔''[1]

فرشتوں کے نزول کی اہمیت اور عظمت کو اجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک بات وہ بھی ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مسند احمد'' میں نقل فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ عِنْدَ نَاسٍ قَالَ: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَ تَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ »[2]

''بے شک نبی کریم ﷺ جب لوگوں کے ہاں روزہ افطار فرماتے تو اسے یہ دعا دیتے: « أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَ تَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ » ''روزہ دار تمھارے ہاں روزہ افطار کرتے رہیں، نیک لوگ تمھارا کھانا کھاتے رہیں اور فرشتے تمھارے ہاں نازل ہوتے رہیں۔''

یہ حدیث فرشتوں کے نزول کی اہمیت کو واضح کرنے والی ہے۔ اب فرشتوں کے نزول کی سعادت سے آگاہ ہو جانے کے بعد کون اُس کارِ خیر سے پیچھے رہے گا۔

بندہ ضعیف اپنے خالق و مالک کا شکر گزار ہے کہ جس کی توفیق سے اس موضوع پر کام کا آغاز ہوا۔ تو اب اسی سے التجا ہے کہ اس کام کو عوام الناس کے لیے نافع بنائے اور اس معمولی سی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ رب کریم سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ میرے والدین گرامی قدر پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے کہ انھوں نے میری تربیت کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ « رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا »

---

1. فتح القدیر: ٤/٤٠٤، ٤٠٥۔
2. مسنداحمد: ٣/٢٠١۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع الصغیر: ٤٦٧٧۔

میں اپنے معزز اساتذہ کرام شیخ مفتی محمد اصغر حازم حفظہ اللہ، شیخ محمد اسماعیل بلوچ حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنے قیمتی وقت سے فرصت نکال کر کتاب کو پڑھا اور اس کی توثیق فرمائی۔ اللہ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے اور انھیں نفع دینے والی صحت عطا فرمائے۔ محمد انور بلوچ اور رانا محمد آصف خان کا شکر گزار ہوں کہ کتاب کی تیاری میں ان کے قیمتی مشورے اور تعاون شامل حال رہا۔ اللہ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے۔ (آمین!)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلٰى آلِهِ وَ اَصْحَابِهِ
وَأَتْبَاعِهِ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ

ابو الریان نعیم الرحمٰن

چیچہ وطنی، ساھیوال

باب اول
www.KitaboSunnat.com
وہ اعمال
کہ جن کی ادائیگی پر فرشتے اتر آئیں

وہ اعمال

کہ جن کی ادائیگی پر فرشتے اتر آئیں

باوضو سونے والے کے لیے فرشتے کا نزول

جن خوش نصیب لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو حالت طہارت میں سوتے ہیں۔ یہ رات کو سونے کے لیے جب بستروں پر آتے ہیں تو باوضو ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے وضو کے سبب ان کے لیے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے، جو ان کے ساتھ رات بسر کرتا ہے۔ وہ جب بھی رات کو کروٹ بدلتے ہیں تو مقرر کردہ فرشتہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« طَهِّرُوا هٰذِهِ الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَبِيتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا » [1]

---

[1] الترغیب و الترهیب، کتاب النوافل، الترغیب فی ان ینام الانسان طاهرا: ۱/۴۰۸، ۴۰۹۔ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع الصغیر: ۳۹۳۶۔

''ان جسموں کو پاک کرو، اللہ تعالیٰ تمھیں پاکیزگی عطا فرمائے۔ جو بندہ بھی طہارت کی حالت میں سوئے، یقیناً ایک فرشتہ اس کے ساتھ رات بسر کرتا ہے۔ جب بھی وہ شخص رات کے کسی وقت کروٹ بدلتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے:''اے اللہ! اپنے بندے کو معاف فرما، یقیناً وہ باوضو سویا تھا۔''

اس کے علاوہ جب ایسا شخص بیدار ہوتا ہے تو تب بھی نازل ہونے والا فرشتہ اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ اس کی دلیل سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا » [1]

''جو شخص باوضو سوئے تو اس کے ہمراہ ایک فرشتہ ہوتا ہے، جب بھی وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے:''اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دے، یقیناً وہ حالت طہارت میں سویا تھا۔''

باوضو سونے کا ایک اور فائدہ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ » [2]

''ذکر واذکار کر کے باوضو سونے والا مسلمان رات کو بیدار ہونے پر دنیا و آخرت

---

[1] صحیح ابن حبان، کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء، ذکر استغفار الملك للبائت متطهرًا عند استیقاظه: ۱۰۵۱۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ھے۔

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النوم علی طهارة: ۵۰۴۲ ۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ھے۔

کی جو بھلائی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے تو وہ بھلائی اللہ اسے عطا فرما دیتا ہے۔"

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ سوال کرنے پر خواہش کو پورا کیا جائے گا، نزول الملائکہ کے ساتھ ساتھ چاہت بھی پوری ہوگی، نیز نازل ہونے والا فرشتہ اس کے لیے عظیم سعادت بھی ہے۔ طہارت کی حالت میں سونے والا اگر مرے گا تو فطرت پر مرے گا اور اگر جیے گا تو خیر پر جیے گا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تو سونے کے لیے (بستر پر) جائے تو وضو کر، جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جا اور کہہ:

« اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَ اَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأً وَ لَا مَنْجَأً مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ بِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ » [1]

"یا اللہ! میں نے اپنا نفس تیرے تابع کیا، معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنی پشت تیری طرف جھکا دی، رغبت، شوق اور ڈرتے ہوئے۔ تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ مقام نجات، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل فرمایا اور تیرے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جسے تو نے (ہماری طرف) بھیجا۔"

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کے بعد فرمایا:

« فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَیْلَتِكَ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَ اِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَیْرًا » [2]

---

1. صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب اذا بات طاهرا: ٦٣١١۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب الدعا عند النوم: ٢٧١٠۔
2. مسلم، کتاب الذکر و الدعا، باب الدعا عند النوم: ٢٧١٠۔

''اگر تو اس رات مر گیا تو فطرت پر مرے گا (یعنی اسلام پر) اور اگر تو نے صبح کی تو تو نے بڑی خیر کو پایا۔''

اہل ذکر کی مجالس پر فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول کو پانے والے لوگوں کی دوسری قسم ان لوگوں پر مشتمل ہے جو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا : هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ، قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُمْ: مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ؟ قَالَ يَقُوْلُ: يُسَبِّحُوْنَكَ وَ يُكَبِّرُوْنَكَ وَ يَحْمَدُوْنَكَ [يُمَجِّدُوْنَكَ] قَالَ فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْنِيْ؟ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ، قَالَ فَيَقُوْلُ: كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَ اَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَ اَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ يَقُوْلُ: فَمَا يَسْاَلُوْنِيْ؟ قَالَ يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ، قَالَ يَقُوْلُ: وَ هَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: لَا وَ اللّٰهِ يَا رَبِّ! مَا رَأَوْهَا، قَالَ فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْهَا، كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَ اَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ: وَ هَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ

يَقُوْلُوْنَ: لَا وَ اللّٰهِ يَا رَبِّ! مَا رَأَوْهَا، قَالَ يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَ اَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ: فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ »[1]

''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہوئے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں، جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے، تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں: ''ادھر آؤ! یہاں تمھاری حاجت (مطلوبہ چیز) ہے۔'' وہ اہل مجلس کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں تو) ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے: ''میرے بندے کیا کہتے تھے؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں: ''وہ تیری تسبیح و تکبیر اور تیری تحمید و تمجید کر رہے تھے۔'' اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: ''کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟'' فرشتے کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! انھوں نے تجھے نہیں دیکھا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ تیری اس سے بھی زیادہ عبادت کریں، اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی اور اس سے بھی زیادہ تیری پاکیزگی بیان کریں۔'' تو اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے: ''وہ کیا مانگتے ہیں؟'' فرمایا: فرشتے جواب دیتے ہیں: ''وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا انھوں نے

[1] صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله عزوجل: ٦٤٠٨۔

میری جنت دیکھی ہے؟'' فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: ''نہیں اللہ کی قسم! اے رب! انھوں نے جنت تو نہیں دیکھی۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس کے لیے ان کی حرص اور طلب اور زیادہ شدید ہو جائے اور اس میں ان کی رغبت اور زیادہ بڑھ جائے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''کیا انھوں نے اسے دیکھا ہے؟'' فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: ''نہیں اللہ کی قسم! انھوں نے اسے نہیں دیکھا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟'' فرمایا فرشتے کہتے ہیں: ''اگر وہ دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ اور دور بھاگیں اور اس سے زیادہ ڈریں۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''پس میں تمھیں اس بات کا گواہ بناتا ہو کہ میں نے انھیں بخش دیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے عرض کی: ''(اے اللہ!) ان میں فلاں آدمی ان میں سے نہیں تھا، وہ صرف ایک کام کے لیے آیا تھا (کہ ان کے ساتھ مجلس ذکر میں بیٹھ گیا)۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔''

اس حدیث میں جہاں اہل ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے، وہاں ان کے ہم نشیں لوگ اس عظمت میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ گویا کہ عمدہ مجلس باعث نجات ہوتی ہے۔ اہل ذکر شان کو مزید اجاگر کرنے والی ایک اور حدیث جسے حضرات ائمہ ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ اَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ، وَ اَرْفَعِهَا فِيْ

دَرَجَاتِکُمْ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَ الْوَرِقِ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ
اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَ یَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ؟ قَالُوْا بَلٰی،
قَالَ ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی » [1]

"کیا میں تمھیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو تمھارے اعمال میں سب سے بہتر، تمھارے آقا و مولیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ، تمھارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا، تمھارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر، اس سے بھی بہتر کہ تم دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمھاری گردنیں ماریں؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "کیوں نہیں ضرور بتلائیے۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی مَلَائِکَةً سَیَّارَةً، فُضُلًا یَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِیْهِ ذِکْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَ حَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰی یَمْلَؤُوْا مَا بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَ صَعِدُوْا اِلَی السَّمَآءِ قَالَ: فَیَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ، مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِی الْاَرْضِ، یُسَبِّحُوْنَكَ وَ یُکَبِّرُوْنَكَ وَ یُهَلِّلُوْنَكَ وَ یَحْمَدُوْنَكَ وَ یَسْأَلُوْنَكَ قَالَ: وَ مَاذَا یَسْأَلُوْنِیْ؟ قَالُوْا: یَسْأَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ: وَ هَلْ رَاَوْا جَنَّتِیْ؟ قَالُوْا: لَا اَیْ رَبِّ! قَالَ: فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِیْ؟ قَالُوْ:

[1] جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب منه : ۳۳۷۷۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ھے۔ مستدرك حاکم: ۱/ ۴۹۶۔ اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ھے۔

وَ يَسْتَجِيرُوْنَكَ قَالَ وَ مِمَّ يَسْتَجِيرُوْنَنِي؟ قَالُوْا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ! قَالَ: وَ هَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوْا لَا قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوْا وَ يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَ اَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا وَ اَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا، قَالَ يَقُوْلُوْنَ: رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ: وَ لَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ »[1]

''بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے گھومنے پھرنے والے ہیں (حفاظت کرنے والے فرشتوں سے الگ) وہ ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو، تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کے اور آسمان دنیا کے درمیان فاصلے کو (اپنے وجود سے) بھر دیتے ہیں، پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے: ''تم کہاں سے آئے ہو؟'' وہ عرض کرتے ہیں: ''ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں ہیں اور تیری پاکیزگی، تیری بڑائی، تیری توحید و عظمت اور تیری حمد بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کر رہے تھے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟'' وہ کہتے ہیں: ''وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''کیا انھوں نے میری جنت دیکھی ہے؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''نہیں اے پروردگار!'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل مجالس الذکر: ۲۶۸۹۔

''اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''وہ تجھ سے پناہ بھی طلب کر رہے تھے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''وہ کس چیز سے مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟'' فرشتے کہتے ہیں: ''اے پروردگار! تیری آگ سے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: ''کیا انھوں نے میری آگ دیکھی ہے؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''نہیں۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر وہ میری آگ دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے انھیں بخش دیا، وہ جس چیز کا سوال کر رہے تھے میں نے وہ انھیں عطا کر دی اور جس چیز (آگ) سے پناہ طلب کر رہے تھے اس سے میں نے انھیں پناہ دے دی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اے پروردگار! ان میں فلاں آدمی بھی تھا، وہ بہت گناہ گار بندہ ہے جو صرف وہاں سے گزرتا ہوا ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں نے اسے بھی بخش دیا، یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔''

ایک اور حدیث جو فرشتوں کے نزول پر دلالت کرتی ہے، اس حدیث میں بھی ذکر کرنے والوں کی شان وعظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ » [1]

''جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں، رحمت

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر: ۲۷۰۰۔

ان پر چھا جاتی ہے، سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتے ہیں جو اس کے پاس ہیں۔"

ان تین احادیث میں اہل ذکر کے فضائل اور ان کے انعامات کو بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ رب العزت کے حکم سے فرشتوں کا نازل ہونا، پھر اہل ذکر کو ڈھونڈنا، پھر ان پر پروں کا سایہ کرنا، پھر رحمت اور سکینت سے اہل ذکر کا مستفید ہونا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے روبرو ان سعادت مند لوگوں کی تعریف کرنا اور پھر خود قادر و کریم کا فرشتوں کے سامنے اہل ذکر کی تعریف کرنا، یہ بہت بڑی سعادت اور عظیم کامیابی ہے۔ زمین پر بسنے والوں کی تعریف اللہ کریم آسمان کی پاکیزہ مخلوق میں کرے، یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی عزت اور اعزاز کی بات ہے۔ الٰہی! ہمیں بھی توفیق عطا فرما اور اپنے مکرم بندوں میں شامل کر لے اور ان کا ساتھ نصیب فرما۔ (آمین یا رب العالمین!)

قرآن پڑھتے وقت سکینت اور فرشتوں کا اترنا

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے خوش نصیبوں میں ایک قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا خوش نصیب بھی ہے۔ جس کی قراءت کو سن کر آسمان سے فرشتے اتر پڑتے ہیں۔ اس خوش نصیب کا تذکرہ امام بخاری کی صحیح بخاری میں موجود ہے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَ فَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَ سَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيٰى

قَرِيْبًا مِنهَا فَأَشْفَقَ اَنْ يُّصِيبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ اِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنهَا قَرِيْبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي اِلَى السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجَتْ حَتّٰى لَا أَرَاهَا قَالَ وَ تَدْرِيْ مَا ذَاكَ؟ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَ لَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ »[1]

''وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا، اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا، اسید رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ (قراءت ختم کی) تو گھوڑا پرسکون ہو گیا۔ پھر انھوں نے پڑھنا شروع کیا تو پھر گھوڑا بدکا، جب انھوں نے خاموشی اختیار کی تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا، پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا بدکا۔ ان کا بیٹا یحیٰ گھوڑے کے قریب تھا، وہ ڈرے کہ کہیں اسے صدمہ نہ پہنچے چنانچہ اسے اٹھا کر اپنے پاس لے آئے اور آسمان کی طرف نگاہ کی تو ایک چیز سائبان کی طرح دکھائی دی، اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ چیز غائب ہوگئی۔ صبح کو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن حضیر! (اچھا ہوتا کہ) تو قراءت جاری رکھتا، ابن حضیر! (اچھا ہوتا کہ) تو قراءت کرتا رہتا۔''
حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑا یحیٰ کو کچل نہ ڈالے، وہ گھوڑے کے قریب تھا، میں نے سر اٹھا کر ادھر دیکھا پھر میں نے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب نزول السکینة والملآئکة عند قراءة القرآن: ۵۰۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب نزول السکینة لقراءة القرآن: ۷۹۶۔

آسمان کی طرف سر اٹھایا تو سائبان کی طرح کچھ معلوم ہوا، جیسے اس میں چراغ روشن ہوں، پھر میں باہر آ گیا یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہو گیا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اسید! تو جانتا ہے وہ کیا تھا؟" کہا: "نہیں!" آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ فرشتے تھے جو تمھاری آواز سن کر نزدیک آ گئے تھے اور اگر تو قرآن پڑھتا رہتا تو صبح کو ان فرشتوں کو دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے، وہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہ ہوتے۔"

قراءت قرآن سے فرشتوں کے نزول کو پانے والا ایک اور خوش نصیب:

سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَ عِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدُوْرُ وَ تَدْنُوْ وَ جَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ » [1]

"ایک شخص سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے ہاں دو لمبی رسیوں میں گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ سو اس پر ایک بدلی آنے لگی اور وہ گھومنے لگی اور قریب آنے لگی، اس کا گھوڑا اسے دیکھ کر بدکنے لگا، پھر جب صبح ہوئی، وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تسکین ہے جو قرآن کی برکت سے اترتی ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" وَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ جَوَازُ رُؤْيَةِ آحَادِ الْأُمَّةِ الْمَلَائِكَةِ وَ فِيْهِ فَضِيْلَةُ الْقِرَاءَةِ وَ إِنَّهَا سَبَبُ نُزُوْلِ الرَّحْمَةِ وَ حُضُوْرِ الْمَلَائِكَةِ وَ فِيْهِ فَضِيْلَةُ

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن: ۷۹۵۔

اِسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ "①

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت میں سے کوئی ایک فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے اور اس سے فضیلت قراءت کے سبب رحمت کا نازل ہونا، فرشتوں کا حاضر ہونا اور کان لگا کر قراءت سننا بھی ثابت ہوا۔"

مسجد میں قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں پر فرشتوں کا نزول

جب اللہ کے بندے اس کے گھروں (مساجد) میں جمع ہوتے ہیں اور اللہ کریم کی محبوب کتاب کو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تو اللہ رب العزت ان پر اپنی رحمت کے ساتھ ساتھ اپنی محبوب ترین مخلوق فرشتے بھی نازل فرما دیتے ہیں۔ کتنے خوش بخت ہیں یہ لوگ جن پر اللہ کی رحمت اور اس کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت صحیح مسلم میں موجود ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، وَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ، وَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ، يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَ يَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ

① صحيح مسلم شرحه الكامل للنووى: ١/٢٦٩۔

ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنْ عِنْدَهُ، وَ مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ » [1]

"جو شخص کسی مومن سے دنیا کی کوئی سختی دور کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا، جو شخص مفلس کو (قرض کے لیے) مہلت دے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیب چھپائے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے، جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کی راہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے اور پڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے، جو انھیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔"

سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے والے پر فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں سے ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو سوتے وقت اپنے بستر پر پہنچ کر آیت الکرسی کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ،

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن و علی الذکر: ۲۶۹۹۔

فَاَتَانِیْ آتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُهٗ وَ قُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَ عَلَیَّ عِیَالٌ وَ لِیَ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّیْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا أَبَا هُرَیْرَةَ ! مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! شَکَا حَاجَةً شَدِیْدَةً وَ عِیَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ، قَالَ: أَمَا اِنَّهٗ قَدْ کَذَبَكَ وَ سَیَعُوْدُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ: اِنَّهٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ، فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَ عَلَیَّ عِیَالٌ، لَا اَعُوْدُ، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ! مَا فَعَلَ أَسِیْرُكَ؟ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! شَکَا حَاجَةً شَدِیْدَةً وَ عِیَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ قَالَ: أَمَا اِنَّهٗ قَدْ کَذَبَكَ وَ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهُ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ هٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِیْ أُعَلِّمْكَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آیَةَ الْکُرْسِیِّ ﴿ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴾ (البقرة:۲۵۵) حَتّٰی تَخْتِمَ الْآیَةَ، فَاِنَّكَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَ لَا یَقْرَبُكَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ، فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ، فَأَصْبَحْتُ وَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زَعَمَ أَنَّهٗ

يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: قَالَ لِيْ: إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ ﴿ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾ وَ قَالَ لِيْ: لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَ لَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ، وَكَانُوْا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَ هُوَ كَذُوْبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!؟ قَالَ، لَا، قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ »[1]

''رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت میرے سپرد کی، پس ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کھانے کے غلے میں سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''میں یقیناً تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔'' اس نے کہا: ''میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں اور مجھے سخت ضرورت ہے۔'' تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب میں نے صبح کی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! گزشتہ رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! اس نے اپنی ضرورت مندی اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ دوبارہ آئے گا۔'' تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا، چنانچہ میں اس کے انتظار میں رہا، پس وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا، میں نے کہا: ''میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔'' اس نے کہا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا...... الخ: ۲۳۱۱۔

''مجھے چھوڑ دے، میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں اور میں آئندہ نہیں آؤں گا۔'' مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ میں نے صبح کی اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اے ابو ہریرہ! رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اس نے حاجت اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا۔'' پس میں تیسری مرتبہ اس کے انتظار میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا، تو تیسری دفعہ آ چکا ہے اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا لیکن پھر آ جاتا ہے۔'' اس نے کہا: ''مجھے چھوڑ دے، میں تجھے چند کلمات سکھا دیتا ہوں، ان کے ذریعے سے اللہ تجھے فائدہ پہنچائے گا۔'' میں نے کہا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟'' اس نے کہا: ''جب تو اپنے بستر کی طرف سونے کے لیے جائے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر، اس کی وجہ سے صبح تک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔'' تو میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر جب میں نے صبح کی، تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے کہا: ''یا رسول اللہ! اس نے مجھے یقین دلایا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کلمات کون سے ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''اس نے مجھے کہا جب تو اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر (اوّل سے آخر تک) اور اس نے یہ بھی کہا

کہ اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک نگران رہے گا اور صبح تک شیطان ہرگز تیرے قریب نہیں آئے گا۔'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! یقیناً اس نے سچ کہا حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے اور اے ابوہریرہ! کیا تو جانتا ہے کہ تین راتوں سے کس سے مخاطب رہا؟'' میں نے کہا: ''نہیں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔''

ایک بابرکت اور قدر والی رات میں فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے لوگوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو شب قدر کی تلاش میں محو اور مگن ہو جاتے ہیں، بالآخر وہ اس عظمت اور قدر و منزلت والی رات کو ڈھونڈ لیتے ہیں۔ کتنی ہی سعادت اور عظمت کے مالک ہیں وہ لوگ جن کے نصیب میں شب قدر لکھ دی جاتی ہے اور وہ کتنے بڑے ثواب کو پا لینے والے ہیں۔ اس حقیقت کو رب کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴾ [القدر: ۱ - ۵]

''یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل (کرنا شروع) فرمایا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں ہر کام انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح الامین (جبریل) اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور یہ سلامتی فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس مبارک رات میں زمین پر نازل ہونے والے فرشتوں کی تعداد کنکریوں سے بھی بڑھ جاتی ہے۔'' ①

اس رات بکثرت فرشتوں کے نزول کی وجہ سے خاص قسم کی طمانیت و سکینت محسوس ہوتی ہے، امن و سلامتی اور قدر و منزلت کے ساتھ ساتھ یہ رات فیصلے کی رات بھی کہلاتی ہے۔ سورۂ قدر کی تفسیر میں امام شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اسے "لیلة الحکم" بھی کہتے ہیں اور اس کے معنی تنگی کے بھی ہیں۔ مزید لکھتے ہیں:

" سُمِّيَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ لِأَنَّ الْأَرْضَ تَضِيقُ فِيهَا بِالْمَلَائِكَةِ " ②

''اس کا نام لیلۃ القدر اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس رات فرشتوں کے اترنے کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے۔''

اس رات کی شان کی مزید وضاحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ » ③

''جس شخص نے حالت ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

رسول کریم ﷺ کی پیاری زوجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں:

''اے اللہ کے رسول! یہ بتلایے اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر

---

① مسند احمد : ۲/۵۱۹۔ سلسلة الصحيحة : ۲۲۰۵ ۔ صحيح الجامع الصغير : ۵۴۷۳۔

② فتح القدير: ۵/۴۷۶۔

③ صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب من صام رمضان ايمانا و احتساب ونية : ۱۹۰۱۔

ہے تو میں اس میں کیا پڑھوں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ دعا پڑھو:

« اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ » [1]

''اے اللہ! بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے اور کریم ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔''

استقامت اختیار کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

اللہ تعالیٰ سورۂ حم سجدہ میں فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾

[حم سجدة : ٣٠]

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔''

اس آیت کریمہ میں استقامت اختیار کرنے والے لوگوں کی عظمت اور شان کو بیان کیا گیا ہے۔ کڑے اور مشکل ترین حالات میں ایمان و توحید پر قائم رہنا اور اس سے انحراف نہ کرنا یہی استقامت ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ اپنی تفسیر فتح القدیر میں رقمطراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے لیے خالص عمل کرنا، اس کی اطاعت پر قائم رہنا، اس کے علاوہ سب سے اعراض کرنا اور اسی سے تعلق جوڑنا، دنیا سے بے رغبت ہو جانا اور

---

[1] جامع ترمذی، كتاب الدعوات، باب فی فضل سؤال العافیة و المعافاة: ٣٥١٣۔ قال ابو عیسٰی هذا حدیث حسن صحیح۔

آخرت میں رغبت کرنا، کلمۂ شہادت پر مرنے تک قائم رہنا استقامت ہے، جس میں یہ باتیں پائی جائیں، ان کے لیے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔" [1]

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: "اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی بات بتلائیں کہ آپ کے بعد کسی سے مجھے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ » [2]

"کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کر۔"

کمال صبر اور استقامت اختیار کرنا سعادت مند اور عظیم لوگوں کا کام ہے اور یہ اسی مالک کائنات کی مدد اور خاص فضل سے ممکن ہے۔ ایک اللہ والا آگ کے انگاروں پر لیٹا ہوا ہے اور اس کی زبان پر اپنے خالق کی توحید کا ترانہ ہے اور یہ خوش بخت کتنے کڑے حالات میں بھی اپنے مالک کی یاد میں مگن ہے اور کوئی اللہ والا خون میں لت پت ہے اور تیز دھار آلہ اس کے جسم میں پیوست ہے، لیکن وہ قسم اٹھا کر کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا، تو کبھی کہنے والا کہتا ہے میرے رب! میرے لیے یہ دنیاوی غم اور تکلیفیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، مجھے تو تیری جنت کا انتظار ہے۔ یہ کیونکر ہوتا ہے؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے ایک خاص سکینت لے کر اترتے ہیں، استقامت اختیار کرنے والے کو تسلی دیتے ہیں، وہ بے خوف اور بے غم ہو جاتا ہے، اس کا سارے کا سارا جھکاؤ اپنے رب کی طرف ہو جاتا ہے اور یوں وہ دنیاوی غموں سے بے نیاز اور بے پروا ہو جاتا ہے۔

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں ان لوگوں کو مزید تسلی دی ہے، فرمایا:

---

1. فتح القدير: ٤/٥١٥۔
2. صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب جامع اوصاف الاسلام: ٣٨۔

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴾ [الاحقاف: ۱۳]

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اس سے اگلی آیت میں فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴾ [الاحقاف: ۱٤]

''یہ اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

تہجد گزار کے لیے فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے لوگوں میں سے ایک قسم ان حضرات کی ہے جو رات کی گھڑیوں میں اپنے رب سے محو گفتگو ہوتے ہیں اور اس کی رضا ڈھونڈنے کے لیے یخ بستہ راتوں میں اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے اس عمل سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ان کے لیے اپنے معزز فرشتوں کو نازل فرماتا ہے۔ فرشتوں کے نزول پر دلالت کرنے والی حدیث کے راوی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنۡ خَافَ اَنۡ لَا یَقُوۡمَ مِنۡ آخِرِ اللَّیۡلِ فَلۡیُوۡتِرۡ اَوَّلَهُ وَ مَنۡ طَمِعَ اَنۡ یَّقُوۡمَ آخِرَهُ فَلۡیُوۡتِرۡ آخِرَ اللَّیۡلِ فَاِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّیۡلِ مَشۡهُوۡدَةٌ وَ ذٰلِكَ اَفۡضَلُ وَ قَالَ اَبُوۡ مُعَاوِیَةَ: مَحۡضُوۡرَةٌ وَ فِیۡ رِوَایَةٍ اُخۡرٰی لِمُسۡلِمٍ عَنۡ

جَابِرٍ فَاِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّیْلِ مَحْضُوْرَةٌ وَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ »[1]

”جسے خوف ہو کہ آخری شب میں نہ اٹھ سکے گا تو وہ اول شب میں وتر پڑھ لے اور جسے آرزو ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو چاہیے کہ وتر آخر شب میں پڑھے، اس لیے کہ آخر شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے۔“ اور ابومعاویہ نے کہا: ”محضورة“ (معنی دونوں کا ایک ہی ہے) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: ”آخر رات کی قراءت ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔“

فجر اور عصر باجماعت ادا کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے بہرہ ور ہونے والے سعادت مند حضرات کی ایک قسم وہ لوگ ہیں جو فجر اور عصر کی نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّیْلِ وَ مَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَ یَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْكُمْ فَیَسْأَلُهُمْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ: كَیْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ وَ هُمْ یُصَلُّوْنَ، وَ اَتَیْنَاهُمْ وَ هُمْ یُصَلُّوْنَ »[2]

---

1. صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب من خاف ان لا یقوم من آخر اللیل فلیوتر اوله: ۷۵۵۔
2. صحیح بخاری، کتاب المواقیت، باب فضل صلاة العصر : ۵۵۵۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب فضل صلاة الصبح و العصر و المحافظة علیهما: ۶۳۲۔

''تمھارے پاس رات اور دن کو باری باری فرشتے آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو تمھارے پاس رات گزارتے ہیں، وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے: ''تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟'' تو وہ کہتے ہیں: ''ہم انھیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے، تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔''

صحیح ابن خزیمہ میں یہ اضافہ بھی ہے:

« فَاغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ » [1]

''فرشتے کہتے ہیں: ''الٰہی! انھیں قیامت کے دن معاف فرما دینا۔''

بخاری کی اس حدیث کی تشریح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« اِقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ » [2]

''اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''بے شک فجر کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور (ملائکہ) ہے۔''

اشراق اور ظہر کی نمازیں ادا کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول

اشراق کے پابند اور ظہر باجماعت ادا کرنے والوں کے لیے بھی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ان سعادت مند لوگوں پر فرشتوں کے نزول کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ

---

1. صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلوۃ، باب ذکر اجتماع ملائکۃ اللیل و ملائکۃ النہار فی صلاۃ العصر ...... الخ : ۳۲۲۔
2. صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ: ان قرآن الفجر کان مشھودا : ۴۷۱۷۔

نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا ہے۔ وہ اس حدیث کو ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنی سلم سے ہیں، کہتے ہیں کہ میں جاہلیت میں یقین کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں اور کسی راہ پر نہیں کیونکہ وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص بہت سی خبریں دیتا ہے تو میں اپنی سواری پر بیٹھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا:

« فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا، جُرَآءُ عَلَيهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنْتَ؟ قَالَ أَنَا نَبِيٌّ فَقُلْتُ: وَ مَا نَبِيٌّ؟ قَالَ أَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ فَقُلْتُ: وَ بِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَ أَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ قُلْتُ لَهُ: فَمَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا؟ قَالَ حُرٌّ وَ عَبْدٌ قَالَ وَ مَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُوبَكْرٍ وَ بِلَالٌ مِمَّنْ اٰمَنَ بِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ: إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا، أَلَا تَرٰى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ؟ وَ لٰكِنِ ارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ، فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي قَالَ فَذَهَبْتُ إِلٰى أَهْلِي وَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، وَكُنْتُ فِي أَهْلِي فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ وَ أَسْأَلُ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِّنْ أَهْلِ يَثْرِبَ۔ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ۔ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقَالُوا: النَّاسُ إِلَيهِ سِرَاعٌ، وَ قَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: نَعَمْ، أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي بِمَكَّةَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى، فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَ

اَجْهَلُهُ، اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ: صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰی تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ، وَحِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ، فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ، مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰی یَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِیْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ، حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَ حِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ: فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! فَالْوُضُوْءُ؟ حَدِّثْنِیْ عَنْهُ قَالَ: مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ یُقَرِّبُ وَضُوْءَ هُ فَیُمَضْمِضُ وَ یَسْتَنْشِقُ فَیَنْتَثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا وَجْهِهٖ وَ فِیْهِ وَ خَیَاشِیْمِهٖ، ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْیَتِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ یَغْسِلُ یَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا یَدَیْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ یَمْسَحُ رَأْسَهٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رَأْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ یَغْسِلُ قَدَمَیْهِ اِلَی الْكَعْبَیْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رِجْلَیْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰی فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ، وَ مَجَّدَهٗ بِالَّذِیْ هُوَ لَهٗ اَهْلٌ وَ فَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ، اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِیْئَتِهٖ كَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَبَا اُمَامَةَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ اُمَامَةَ: یَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ! انْظُرْ مَا تَقُوْلُ فِیْ مَقَامٍ وَاحِدٍ یُعْطٰی هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: یَا اَبَا اُمَامَةَ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّیْ وَ رَقَّ عَظْمِیْ وَ اقْتَرَبَ اَجَلِیْ وَمَا بِیْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَی اللّٰهِ، وَ لَا

عَلٰی رَسُوْلِهٖ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔ حَتّٰی عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ مَا حَدَّثْتُ بِهٖ اَبَدًا وَ لٰكِنِّیْ سَمِعْتُهٗ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ »[1]

''رسول اللہ ﷺ ان دنوں چھپے ہوئے تھے اور ان کی قوم ان کے اوپر غالب اور مسلط تھی پھر میں نے کوئی حیلہ کیا اور مکہ میں داخل ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کی: ''آپ (ﷺ) کون ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے عرض کیا: ''نبی کسے کہتے ہیں؟'' فرمایا: ''مجھے اللہ نے پیغام دے کر بھیجا ہے۔'' میں نے کہا: ''آپ کو کیا پیغام دیا گیا ہے؟'' فرمایا: ''مجھے پیغام دیا گیا ہے ناتے داروں سے نیکی کرنے کا اور بتوں کو توڑنے کا اور اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا۔'' میں نے آپ ﷺ سے عرض کی: ''اس دین پر آپ (ﷺ) کے ساتھ کون ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' راوی نے کہا: ''ان دنوں آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ تھے، جو آپ ﷺ پر ایمان لاچکے تھے۔'' پھر میں نے عرض کیا: ''میں آپ ﷺ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دنوں یہ تم سے نہ ہو سکے گا۔ کیا تم میرا اور میرے اصحاب کا حال نہیں دیکھتے؟ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ، پھر جب سنو کہ میں غالب آگیا ہوں تو میرے پاس آنا۔'' انھوں نے کہا کہ میں اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے، میں اپنے گھر میں لوگوں سے خبر لیتا رہتا تھا اور پوچھتا رہتا تھا۔ جب آپ ﷺ مدینے میں آئے اور ایک قافلہ مدینہ سے میرے پاس آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اس صاحب نے کیا کیا جو مدینہ میں

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسۃ: ۸۳۲۔

آئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''لوگ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں، ان کی قوم نے انھیں مار ڈالنا چاہا مگر وہ کچھ نہ کر سکے۔'' پھر میں مدینہ آیا اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! آپ مجھے پہچانتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! تم وہی ہو جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے۔'' میں نے کہا: ''جی ہاں!'' پھر میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! مجھے بتایے جو اللہ نے آپ کو سکھایا اور میں نہیں جانتا اور مجھے نماز کے بارے میں خبر دیجیے؟'' تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھو، پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو اور بلند ہو جائے، اس لیے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اسے سجدہ کرتے ہیں، پھر جب آفتاب بلند ہو جائے تو نماز پڑھو کہ اس وقت کی نماز میں فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر ہوں گے۔ یہاں تک کہ نیزے کا سایہ اس کے برابر ہو جائے (سورج ڈھل جائے) پھر نماز پڑھو، اس لیے کہ اس نماز میں فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر ہوں گے۔ یہاں تک کہ تم عصر پڑھو پھر رکے رہو یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے، اس لیے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔'' پھر میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! اب وضو کا طریقہ بھی بیان فرمایے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں ڈالے اور ناک جھاڑے تو اس عمل سے چہرہ، منہ اور نتھنوں کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے (قطروں کے) ساتھ گرتے جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے، تو

دونوں ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ، اس کی بالوں کی نوکوں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر دونوں پاؤں دھوتا ہے ٹخنوں تک، تو دونوں پیروں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور اس نے نماز پڑھی اور تعریف کی اللہ کی اور خوبیاں بیان کیں اور بڑائی کی اس کی جو اس کی شان کو لائق ہے اور اپنے دل کو خاص اسی کے لیے اس کے غیر سے خالی کیا تو وہ بے شک اپنے گناہوں سے ایسا صاف ہوگیا گویا اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔'' پھر یہ حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے ابو امامہ سے بیان کی، جو صحابیِ رسول تھے تو انھوں نے کہا: ''اے عمرو بن عبسہ! دیکھو تم کیا کہتے ہو، کہیں ایک جگہ (یعنی ایک عمل سے) آدمی کو اتنا ثواب مل سکتا ہے (تمھارے بیان میں فرق ہے)؟'' تب عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے ابوامامہ! میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں گل گئیں اور میں موت کے کنارے پہنچ چکا ہوں، پھر مجھے کیا ضرورت جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھوں، اگر میں اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک، دو یا تین یا سات بار بھی سنتا تو کبھی بیان نہ کرتا مگر میں نے اس سے بھی زیادہ بار (اس حدیث کو) سنا ہے۔''

جمعہ کے لیے اول وقت آنے والوں پر فرشتوں کا نزول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ، وَ مَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً، ثُمَّ كَالَّذِيْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً، ثُمَّ بَيْضَةً، فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ » [1]

''جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے پہلے اور اس کے بعد آنے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں۔ پہلی گھڑی میں آنے والے کا ثواب اس شخص کے برابر ہے جس نے اللہ کی راہ میں اونٹ کی قربانی کی۔ دوسری گھڑی میں آنے والے کا ثواب گائے کی قربانی کا، تیسری گھڑی میں آنے والے کا ثواب مینڈھے کی قربانی جتنا ہے، پھر جیسے مرغی صدقہ کی، پھر جیسے انڈا صدقہ کیا، پھر جب امام منبر پر آجاتا ہے تو فرشتے رجسٹر سمیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔''

اس حدیث سے نزول ملائکہ کے ساتھ ساتھ جمعہ اور جمعہ ادا کرنے والوں کی عزت اور شان کو بیان کیا گیا ہے، نیز ان سعادت مند حضرات کے لیے باعزت ملائکہ کو پابند کیا گیا ہے۔ جہاں دنیا میں یوم جمعہ اہل ایمان کے لیے خوشی اور سعادت کا باعث ہے وہاں یہی جمعہ انہی خوش بخت لوگوں کے لیے جنت میں بھی عزت و افتخار اور خوشی و شادمانی کا دن ہوگا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ وَ فِيْ يَدِهِ كَهَيْئَةِ الْمِرْآةِ الْبَيْضَاءِ، فِيْهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَقُلْتُ : مَا هٰذِهِ يَا جِبْرِيْلُ!؟ قَالَ: هٰذِهِ الْجُمُعَةُ، بَعَثَ بِهَا رَبُّكَ إِلَيْكَ تَكُوْنُ عِيْدًا لَكَ وَ لِأُمَّتِكَ بَعْدَكَ، فَقُلْتُ: مَا لَنَا فِيْهَا؟ فَقَالَ: لَكُمْ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الاستماع الی الخطبة: ۹۲۹۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل التھجیر یوم الجمعة :۸۵۷ سے قبل۔

خَيْرٌ كَثِيْرٌ، أَنْتُمُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ فِيْهَا سَاعَةٌ لَايُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ ، فَقُلْتُ : مَا هٰذِهِ النُّكْتَةُ السَّوْدَاءُ؟ قَالَ : هٰذِهِ السَّاعَةُ، تَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَهُوَ سَيِّدُ الْأَيَّامِ، وَ نَحْنُ نُسَمِّيْهِ يَوْمَ الْمَزِيْدِ ، قُلْتُ : يَاجِبْرِيْلُ! مَا الْمَزِيْدُ ؟ قَالَ : ذٰلِكَ أَنَّ رَبَّكَ اتَّخَذَ فِي الْجَنَّةِ وَادِيًا أَفْيَحَ مِنْ مِسْكٍ أَبْيَضَ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الْآخِرَةِ يَهْبِطُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عَنْ عَرْشِهِ إِلٰى كُرْسِيِّهِ، وَ حُفَّ الْكُرْسِيُّ بِمَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ فَجَلَسَ عَلَيْهَا النَّبِيُّوْنَ ، وَ حُفَّتِ الْمَنَابِرُ بِكَرَاسِيَّ مِنْ ذَهَبٍ فَجَلَسَ عَلَيْهَا الشُّهَدَاءُ، وَ يَهْبِطُ أَهْلُ الْغُرَفِ مِنْ غُرَفِهِمْ، فَيَجْلِسُوْنَ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ، لَا يَرَوْنَ لِأَهْلِ الْكَرَاسِيِّ وَالْمَنَابِرِ عَلَيْهِمْ فَضْلًا فِي الْمَجْلِسِ، وَ يَبْدُوْ لَهُمْ ذُو الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ، فَيَقُوْلُ : سَلُوْنِيْ، فَيَقُوْلُوْنَ : نَسْأَلُكَ الرِّضَا يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ : رِضَائِيْ أَحَلَّكُمْ دَارِيْ، وَ أَنَالَكُمْ كِرَامَتِيْ، ثُمَّ يَقُوْلُ: سَلُوْنِيْ، فَيَقُوْلُوْنَ بِأَجْمَعِهِمْ: نَسْأَلُكَ الرِّضَا، فَيُشْهِدُهُمْ عَلَى الرِّضَا، ثُمَّ : سَلُوْنِيْ، فَيَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ كُلُّ عَبْدٍ مِنْهُمْ، ثُمَّ يَفْتَحُ عَلَيْهِمْ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ »[1]

”میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں سفید شیشے کی طرح کوئی چیز تھی، لیکن اس میں ایک سیاہ نکتہ تھا، میں نے سوال کیا: ”اے جبریل! یہ کیا ہے۔“ اس نے جواب دیا: ”یہ جمعہ کا دن ہے، اللہ تعالیٰ اسے آپ ﷺ کے لیے بھیجا

[1] المعجم الاوسط:٦٧١٧ـ مجمع الزوائد: ١٠/٤٢١ـ ابو يعلىٰ الموصلي : ٧/٢١٩ـ

ہے تاکہ یہ آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لے عید ہو۔'' میں نے کہا: ''اس میں ہمارے لیے کیا ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''تمھارے لیے اس میں بہت زیادہ خیر ہے، تم (دنیا میں) سب سے آخر میں ہو لیکن آخرت میں تم سب سے پہلے ہو اور اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس کو نماز کی حالت میں پالیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کسی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ بھلائی اسے ضرور عطا کر دیتے ہیں۔'' پھر میں نے سوال کیا: ''یہ سیاہ نکتہ کیا چیز ہے؟'' تو اس نے کہا: ''یہ قیامت کا دن ہے جو جمعہ ہی کو آئے گی، جمعہ کا دن سب دنوں کا سردار ہے۔ ہم اس دن کو (عالم بالا میں) ''المزید'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''اے جبریل! ''المزید'' کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک سفید کستوری کی بہت کشادہ وادی بنائی ہے، جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے کرسی کی طرف آتے ہیں۔ کرسی کے ارد گرد نور کے منبر رکھ دیے جاتے ہیں جن پر انبیاء علیہم السلام بیٹھ جاتے ہیں اور نور کے منبروں کے ارد گرد سونے کی کرسیاں رکھ دی جاتی ہیں جن پر شہید بیٹھ جاتے ہیں، پھر بالا خانوں والے اپنے بالا خانوں سے نیچے اترتے ہیں اور کستوری کے ٹیلوں پر بیٹھ جاتے ہیں (ایک حدیث میں اہل غرفہ کی حوریں ہیں) وہ اہل الکرسی (یعنی شہداء) اور اہل المنابر (یعنی انبیاء) کے بیٹھنے میں خود پر فضیلت پر حسد نہیں کرتے، پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے: ''تم مجھ سے کوئی سوال کرو۔'' وہ کہتے ہیں: ''اے ہمارے رب! ہم تیری رضا چاہتے ہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''میری رضا نے تم کو میرے گھر میں اتارا ہے اور میری کرامت نے تم کو پالیا ہے۔'' پھر اللہ تعالیٰ کہے گا: ''مجھ سے سوال کرو۔'' وہ سب کے سب

کہیں گے: ''ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔'' پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضا پر گواہ بنائے گا پھر کہے گا: ''تم مجھ سے سوال کرو۔'' پھر وہ اللہ سے سوال کریں گے حتیٰ کہ ہر ایک اپنی خواہش کا سوال کر دے گا پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے ظاہر کرے گا وہ چیز جسے کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا۔''

جمعہ اور جمعہ کی پابندی کرنے والوں کی قیامت کے دن امتیازی شان ہو گی، اس امتیازی شان کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سب دنوں کو قیامت کے دن ان کی اصلی شکل کے مطابق اٹھائے گا البتہ جمعہ کے دن کو چمکتا ہوا اور روشن بنا کر اٹھائے گا۔ جس طرح دلہن کو سہیلیاں رخصتی کے وقت گھیر لیتی ہیں اسی طرح جمعہ ادا کرنے والے اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور جمعہ ان کا راستہ روشن کرے گا، جس کی روشنی میں وہ چل رہے ہوں گے، ان لوگوں کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے، ان کی خوشبو کستوری کی طرح مہک رہی ہو گی اور وہ کافور کے پہاڑوں سے گزر رہے ہوں گے، جن و انس ان کا نظارہ کریں گے۔ یہ لوگ خوش کن حیرانی کی وجہ سے نیچے نہیں دیکھ پائیں گے حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے اس مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکے گا سوائے ان لوگوں کے جو اللہ کی رضا کی خاطر اذان کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔'' [1]

[1] المستدرك الحاكم، كتاب الجمعة: ١/ ٢٧٧۔ امام حاکم اور امام ذہبی رحمہما اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع الصغير: ١٨٧٢۔

مولائے کریم سے التجا ہے کہ وہ ہمیں جمعہ وقت پر ادا کرنے اور پھر جمعہ کی مبارک گھڑی کو پانے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں یوم جمعہ کو ہمارے لیے شادمانی بنائے اور اپنی رضامندی عطا فرمائے اور جمعہ کو ہمارے لیے روشنی بنا دے۔ (آمین یا رب العالمین!)

بیابان میں اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھنے والے پر فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں ایک سعادت مند وہ شخص ہے جس پر چٹیل میدان، صحرا یا جنگل میں نماز کا وقت آ جائے اور وہ وضو کرنے کے بعد اذان اور اقامت کہہ کر نماز ادا کرے، تو کثیر تعداد میں فرشتے اس کے مقتدی بن جاتے ہیں۔ یہ اس کی اللہ کے ساتھ محبت ہے، جس کا اسے ثمرہ ملتا ہے۔ اس حقیقت کو امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المصنف'' میں بیان کیا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« إِذَا كَانَ الرَّجُلُ بِأَرْضٍ قِيٍّ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَتَوَضَّأْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَاءً فَلْيَتَيَمَّمْ فَإِنْ أَقَامَ صَلَّى مَعَهُ مَلَكَاهُ وَ إِنْ أَذَّنَ وَ أَقَامَ صَلَّى خَلْفَهُ مِنْ جُنُودِ اللّٰهِ مَا لَا يُرٰى طَرَفَاهُ »[1]

''جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کر لے، اگر پانی موجود نہ ہو تو تیمّم کر لے، پھر اگر اقامت کہہ کر نماز پڑھے تو اس کے دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) بھی اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اگر اذان اور اقامت

[1] الترغیب و الترهیب، کتاب الصلوة، الترغیب فی الاذان و ما جاء فی فضله: ۱۸۳/۱۔

کے بعد پڑھے تو اس کے پیچھے اللہ کے لشکر نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں کناروں کو دیکھا نہیں جاسکتا۔"

اس حدیث میں "جنود اللہ" سے مراد فرشتے ہیں۔ اس کی تائید میں سنن الکبریٰ بیہقی کی روایت ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ بِأَرْضٍ قِيٍّ فَيُؤَذِّنُ بِحَضْرَةِ الصَّلَاةِ وَ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ فَيُصَلِّيْ اِلَّا صَلّٰى خَلْفَهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَا لَا يُرٰى طَرْفَاهُ يَرْكَعُوْنَ بِرُكُوْعِهٖ وَ يَسْجُدُوْنَ بِسُجُوْدِهٖ وَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهٖ » ①

"کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جو کسی جنگل میں ہو اور جب نماز کا وقت ہو تو وہ اذان کہے، اقامت کہے اور نماز پڑھے مگر اس کے پیچھے فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں کناروں کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ وہ جب رکوع کرتا ہے تو وہ بھی رکوع کرتے ہیں اور جب سجدہ کرتا ہے تو وہ بھی سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔"

عدم موجود بھائی کے لیے دعا پر فرشتے کا نزول

ان خوش بخت حضرات کا تذکرہ صحیح مسلم میں موجود ہے، اس حدیث کے راوی صفوان رحمہ اللہ ہیں، وہ عبداللہ بن صفوان کے بیٹے اور ام الدرداء کے شوہر تھے۔ انھوں نے بیان کیا:

"میں شام آیا تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر ہوا، لیکن انھیں گھر میں نہ پایا۔

---

① کنز العمال : ٢٠٩٣٠ ـ السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الصلوة، باب سنة الاذان و الاقامة۔

ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا: ''تمھارا اس سال حج کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں!'' کہنے لگی: ''اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے خیریت کی دعا کرنا کیوں کہ بلاشک وشبہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

« دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَ لَكَ بِمِثْلٍ » ①

''مسلمان شخص کی اپنے عدم موجود بھائی کے بارے میں دعا قبول کی جاتی ہے، اس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے خیر کی دعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے: ''آمین! (اے اللہ! اس کی دعا قبول فرما) اور تیرے لیے اس کی مثل (جو تو اپنے بھائی کے لیے طلب کر رہا ہے وہی چیز اللہ تجھے عطا فرمائے گا)۔''

''صفوان نے کہا کہ پھر میں بازار کی طرف نکلا تو وہاں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ویسی ہی حدیث بیان فرمائی۔''

ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے تین سو ساٹھ دینی دوست تھے جن کے لیے وہ نماز میں دعا کیا کرتے تھے، ان کی زوجہ نے اس بارے میں ان سے بات کی تو وہ فرمانے لگے:

'' أَفَلَا أَرْغَبُ أَنْ تَدْعُوَ لِيَ الْمَلَائِكَةُ؟ '' ②

① صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب: ۲۷۳۳۔

② سیر اعلام النبلاء: ۳۵۱/۲۔ ابن عساکر: ۲/۳۸۹/۱۳۔

''کیا میں اس بات کی رغبت نہ رکھوں کہ فرشتے میرے لیے دعا کریں۔''

اللہ کے لیے کسی بھائی سے ملاقات پر فرشتے کا نزول

تمام تعلقات اللہ تعالیٰ کی خاطر رکھے جائیں تو یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور یہ کام فرشتے کے نازل ہونے کا سبب بھی بنتا ہے۔ اس بات کی دلیل صحیح مسلم میں موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا غَيْرَ أَنِّيْ أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ »[1]

''ایک آدمی دوسری بستی کی طرف اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا۔ جب وہ اس فرشتے کے پاس پہنچا تو اس فرشتہ نے پوچھا: ''کہاں جا رہے ہو؟'' اس نے کہا: ''اس بستی میں اپنے بھائی کے پاس جا رہا ہوں۔'' فرشتے نے پوچھا: ''کیا تو نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جسے بڑھانا چاہتا ہے؟'' کہا: ''نہیں، بس اتنی سی بات ہے کہ اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر میں اس سے محبت کرتا ہوں۔'' فرشتے نے کہا: ''میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھارے پاس پیغمبر بن کر آیا ہوں، جس طرح تو نے اللہ کی رضا کی خاطر اس

[1] صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل الحب فی اللہ: ۲۵٦۷۔

سے محبت کی ہے اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتے ہیں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

”قیامت کے دن اللہ کریم فرمائیں گے کہ میری بزرگی کے لیے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انھیں اپنے سایہ میں رکھوں اور آج کے دن کوئی سایہ نہیں سوائے میرے سائے کے۔“ ①

راہ خیر میں خرچ کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

جن سعادت مند حضرات کے لیے فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو خیر کی راہوں میں خرچ کرتے ہیں۔ اس بات کی دلیل صحیحین میں موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَ يَقُولُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا » ②

”کوئی دن ایسا نہیں جس میں بندے صبح کرتے ہیں مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک (دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے: ”اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر۔“ اور دوسرا (بد دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے: ”اے اللہ! روکنے والے (اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے) کے نصیب میں تباہی کر۔“

فرشتوں کے نزول کی دوسری دلیل مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں موجود ہے، حضرت

---

① صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل الحب فی الله: ۲۵۶٦۔

② صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب قول اللّٰہ تعالیٰ ”فأما من اعطی واتقی“: ۱٤٤۲۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی المنفق والممسك: ۱۰۱۰۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ، يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ فَإِنَّ مَا قَلَّ وَ كَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَ أَلْهٰى، وَ لَا آبَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اَللّٰهُمَّ! أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا »[1]

”ہر روز طلوع آفتاب کے وقت اس کے دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں اور وہ دونوں بلند آواز میں پکارتے ہیں، جسے جن و انس کے علاوہ سارے زمین والے سنتے ہیں: ”اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ، کفایت کرنے والا تھوڑا (مال) غافل کرنے والے زیادہ (مال) سے بہتر ہے۔“ اور غروب آفتاب کے وقت اس کی دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں اور وہ دونوں بلند آواز میں پکارتے ہیں، جسے جن و انس کے علاوہ سارے زمین والے سنتے ہیں: ”اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور روکنے والے کے نصیب میں تباہی کر۔“

اے اللہ! فرشتوں کے نزول اور ان کی دعاؤں کی سعادت ہمارے نصیب میں بھی کر دے اور ہمیں دل کھول کر اپنی راہوں میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین یا رب العالمین!)

قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کرنے والے پر فرشتے کا نزول

بدسلوکی کے باوجود حسن سلوک کرنے والے کے لیے فرشتہ نا صرف نازل ہوتا ہے بلکہ

[1] مسند احمد: ۱۹۷/۵۔ ابن حبان: ۳۳۲۹۔ مجمع الزوائد: ۱۲۲/۳۔

اس وقت تک اس کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ حسن سلوک کرتا رہتا ہے۔ ایسے خوش بخت شخص کا تذکرہ صحیح مسلم میں موجود ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی:

« يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَ يَقْطَعُوْنِيْ وَ أُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَ يُسِيئُوْنَ إِلَيَّ، وَ أَحْلُمُ عَنْهُمْ وَ يَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ، فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَ لَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ » [1]

''اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ نادانی سے پیش آتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے تو تو گویا ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے، ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا، جب تک تیرا رویہ ایسا رہے گا۔''

صحیحین کی ایک اور حدیث جس میں فرشتے کے نزول اور مدد کے علاوہ فوائد ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنی روزی میں فراخی اور عمر میں اضافہ چاہتا ہے تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها: ٢٥٥٨۔

[2] بخاری، كتاب الادب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم: ٥٩٨٥۔

مریض کی عیادت کرنے والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

وہ سعادت مند لوگ جو اپنے بیمار بھائی کی عیادت کے لیے جانے والے ہیں، ان حضرات کے اس پرخلوص عمل کو دیکھ کر اللہ کریم اپنی مقرب مخلوق فرشتوں کو ان کے لیے نازل ہونے کا حکم دیتے ہیں اور یہ فرشتے ان خوش بخت حضرات کے ساتھ چل کر بیمار تک پہنچتے ہیں۔ اس کی دلیل مسند احمد میں موجود ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا اِلَّا ابْتَعَثَ اللّٰهُ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ فِيْ أَيِّ سَاعَةِ النَّهَارِ كَانَتْ، حَتّٰى يُمْسِيَ وَ مِنْ أَيِّ سَاعَةٍ مِنَ اللَّيْلِ كَانَتْ، حَتّٰى يُصْبِحَ » ①

"جب کوئی مسلمان دن کی کسی گھڑی میں اپنے (مسلمان) بھائی کی عیادت کرے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجتے ہیں جو شام تک اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور اگر رات کے کسی وقت عیادت کرے تو وہ فرشتے صبح تک اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔"

مسند احمد کی ایک دوسری روایت جس کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

"جو صبح سویرے مریض کی عیادت کی غرض سے نکلے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ شام تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور

① مسند احمد: ۱/۱۱۸۔ الشیخ شعیب الارنووط نے اسے موقوف صحیح قرار دیا ھے۔

اسے جنت میں ایک باغ عطا کیا جاتا ہے اور اگر شام کے وقت اس کی بیمار پرسی کے لیے روانہ ہو تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ سب صبح تک اس لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ عطا کیا جاتا ہے۔"[1]

تیمارداری پر رغبت دلانے والی ایک اور روایت جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ »[2]

"بے شک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپسی تک وہ جنت کے تازہ پھل چننے میں مصروف رہتا ہے۔"

کسی نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! "خُرْفَةُ الْجَنَّةِ" کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جَنَاهَا" یعنی اس کے تازہ پھل چننا۔

صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں عیادت مریض کی اہمیت کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ، قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ أَعُوْدُكَ وَ أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهُ لَوَجَدْتَّنِيْ عِنْدَهُ؟ »[3]

---

[1] مسند احمد: ۱۲۱/۱۔ الشیخ شعیب ارنووط نے اس کو موقوف صحیح قرار دیا ھے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل عیادة المریض: ۲۵۶۸۔

[3] صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل عیادة المریض: ۲۵۶۹۔

''بے شک اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائیں گے: ''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت (مزاج پرسی) نہیں کی۔'' انسان کہے گا: ''اے میرے رب! میں کیسے تیری عیادت کرتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟'' اللہ فرمائیں گے: ''کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی مزاج پرسی نہیں کی۔ کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو یقیناً تو مجھے اس کے پاس پاتا (یعنی میری رضا تجھے حاصل ہوتی)؟''

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی بیمار پرسی کا اجر وثواب اور صلہ کس قدر عظیم ہے، اللہ ہمیں اس عظمت والے عمل کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے قدردان پر فرشتے کا نزول

جب بندہ اپنے مالک کی عطا کی گئی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے، تو اللہ کریم اس کے شکر ادا کرنے کو بے حد پسند کرتے ہیں اور پھر کائنات کا رب اس بندے پر نعمت کو بڑھاتے ہیں اور اس کی قدردانی کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَأَزِيدَنَّكُمۡ ﴾ (ابراھیم: ۷)

''اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمھیں زیادہ دوں گا۔''

ایک سعادت مند جس نے اپنے رب کے انعامات کی قدردانی کی اور اس قدردانی کا صلہ انعامات میں اضافے کے ساتھ ساتھ اسے فرشتے کے نازل ہونے کی سعادت بھی میسر آئی، اس خوش بخت کا تذکرہ صحیح مسلم میں موجود ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں سے تین آدمی تھے، ایک کوڑھی سفید داغ والا، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا، سو اللہ نے چاہا کہ انھیں آزمائے، تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا۔ وہ سفید داغ والے کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''تجھے کون سی چیز زیادہ پیاری ہے؟'' اس نے کہا: ''اچھا رنگ اور اچھی کھال اور یہ کہ مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے، جس کے سبب لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی گھن دور ہوئی اور اسے اچھا رنگ اور اچھی کھال دی گئی، پھر فرشتے نے پوچھا: ''تجھے کون سا مال پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''اونٹ یا کہا گائے۔'' اس حدیث کے راوی اسحاق بن عبداللہ کو شک پڑ گیا کہ اس نے اونٹ مانگا یا گائے، بہر حال سفید داغ والے نے یا گنجے نے، ان میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے کی خواہش کی۔ سو اسے دس ماہ کی گابھن اونٹنی دی گئی، پھر فرشتے نے دعا دی: ''اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور کہا: ''تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''عمدہ بال اور یہ کہ یہ بیماری جاتی رہے جس کے سبب لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔'' چنانچہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہو گئی اور اسے اچھے بال ملے۔ فرشتے نے کہا: ''تجھے کون سا مال پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''گائے۔'' سو اس کو گابھن گائے مل گئی۔ فرشتے نے دعا دیتے ہوئے کہا: ''اللہ تیرے مال میں برکت دے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا: ''تجھے کون سی چیز پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''یہ کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو بینائی دے تو میں لوگوں کو دیکھا کروں۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اسے بینائی دے دی گئی پھر فرشتہ نے کہا:

"کون سا مال تجھے پسند ہے۔" اس نے کہا: "بھیڑ اور بکری۔" تو اسے گابھن بکری مل گئی، پھر اونٹنی، گائے اور بکری پھلی پھولیں، پھر ہوتے ہوتے سفید داغ والے کے جنگل بھر اونٹ ہو گئے، گنجے کی جنگل بھر گائیں ہو گئیں اور اندھے کی جنگل بھر بکریاں ہو گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کچھ عرصہ بعد وہی فرشتہ سفید داغ والے کے پاس اپنی پہلی صورت اور شکل میں آیا اور اس نے کہا: "میں محتاج آدمی ہوں، سفر میں میرے تمام اسباب کٹ گئے، سو آج منزل پر پہنچنا میرے لیے ممکن نہیں سوائے اللہ کی مدد کے اور تیری مدد کے، میں تجھ سے مانگتا ہوں اسی کے نام پر جس نے تجھے ستھرا رنگ اور ستھری کھال دی اور مال اور اونٹ دیے، مجھے ایک اونٹ دے جو میرے سفر میں کام آئے۔" اس نے کہا: "مجھ پر لوگوں کے حق بہت ہیں۔" فرشتے نے کہا: "البتہ میں تجھے پہچانتا ہوں بھلا تو محتاج کوڑھی نہ تھا؟ تجھ سے لوگ گھن کھاتے تھے، پھر اللہ نے اپنے فضل سے تجھے یہ مال دیا۔" اس نے جواب دیا: "میں نے تو یہ مال اپنے باپ دادا سے پایا، جو کئی پشتوں سے بڑے آدمی تھے۔" فرشتے نے کہا: "اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔" پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا، اسی صورت اور شکل میں اور اس سے کہا جیسا سفید داغ والے سے کہا تھا۔ اس نے بھی وہی جواب دیا جو سفید داغ والے نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا: "اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر ڈالے جیسا تو تھا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر فرشتہ اندھے کے پاس گیا اپنی اسی وشکل وصورت میں اور کہا: "میں محتاج آدمی ہوں، مسافر ہوں، سفر میں میرے سب وسیلے اور تدبیریں کٹ گئیں سو میرا آج منزل پر پہنچنا بغیر اللہ کی مدد اور تیری مدد کے مشکل ہے، میں تجھ سے اللہ کے نام پر جس نے تجھے آنکھ دی، ایک بکری مانگتا

ہوں، وہ میرے سفر میں کام آئے گی۔'' اس نے کہا: ''بے شک میں اندھا تھا، اللہ نے مجھے آنکھ دی، تو لے جا ان بکریوں میں سے جتنا تیرا جی چاہے اور چھوڑ جا بکریوں میں سے جتنا تیرا جی چاہے، اللہ کی قسم! آج جو چیز اللہ کی راہ میں تو لے گا، میں تجھے مشکل میں نہیں ڈالوں گا۔'' فرشتے نے کہا: ''اپنے مال کو اپنے پاس رکھو، تم تینوں آدمی آزمائے گئے تھے، سو تجھ سے تو اللہ راضی ہوا مگر تیرے دونوں ساتھیوں سے ناخوش ہوا۔'' [1]

توبہ کے متلاشی پر فرشتوں کا نزول

توبہ کرنے والا شخص اللہ کریم کو بے حد پسند ہے اور تائب شخص کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، ایسے شخص کی سابقہ برائیاں بھی نیکیوں میں تبدیل کر دی جاتی ہیں۔

توبہ کرنے والوں میں سے ایک ایسے خوش بخت شخص کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جس نے تین چار یا پندرہ بیس آدمیوں کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ یہ شخص ایک سو انسانوں کا قاتل تھا۔ تو اللہ رب العزت نے اس کے دل میں اپنا ڈر ڈال دیا اور یہ شخص توبہ کے لیے تیار ہو گیا۔ توبہ کا یہ متلاشی شخص گھر سے نکلا تو اس پر موت وارد ہو گئی تو اس سعادت مند کے لیے فرشتے اتر آئے۔ اس خوش نصیب کا تذکرہ صحیحین میں موجود ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے، اس نے

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن للمومن و جنة لکافر : ٢٩٦٤۔ صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب ابرص و اعمی و اقرع فی بنی اسرائیل : ٣٤٦٤۔

روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک راہب کا پتا بتایا گیا۔ وہ راہب کے پاس حاضر ہوا اور کہا: ''میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی؟'' راہب نے کہا: ''نہیں!'' اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا۔ اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک عالم دین کا پتا بتایا گیا۔ اس نے عالم دین سے کہا: ''میں نے ایک سو آدمی قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟'' عالم دین نے کہا: ''ہاں! بھلا توبہ کے اور اس کے درمیان کوئی حائل ہوسکتا ہے؟ فلاں علاقے میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنی اس زمین کی طرف واپس مت آنا، یہ برائی کی زمین ہے۔'' وہ آدمی وہاں سے چل پڑا، جب ٹھیک راستے کے درمیان میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آ گیا، اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سچے دل سے توبہ کر کے آرہا تھا۔'' عذاب کے فرشتوں نے کہا: ''اس نے قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا۔'' اب ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اس (آدمی نما فرشتے) کو اپنا فیصل بنا لیا (اس فیصلہ دینے والے) فرشتے نے کہا:

« قِیسُوا مَا بَیْنَ الْاَرْضَیْنِ فَإِلٰی اَیَّتِهِمَا کَانَ اَدْنٰی فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰی إِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِکَةُ الرَّحْمَةِ »[1]

''دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو اور جس مقام سے وہ قریب ہے اس

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل و ان کثر قتله: ۲۷۶۶۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: ۳٤۷۰۔

میں اس کا شمار کرلو۔'' فرشتوں نے پورے فاصلے کو ناپا، تو جس علاقے کی طرف اس کا رخ تھا وہ قریب تر نکلا لہٰذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

« فَكَانَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبَ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا » [1]

''وہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کے صرف ایک بالشت زیادہ قریب تھا چنانچہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا گیا۔''

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے:

« فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ وَ اَوْحٰى اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِيْ وَ قَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهٖ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ » [2]

''اللہ تعالیٰ نے برے علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ دور ہوجا (لمبی ہوجا) اور نیک علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو قریب تر ہوجا اور (فرشتوں کو) حکم دیا کہ ان دونوں علاقوں کا رقبہ ناپ لو۔ چنانچہ (یہ شخص) اس نیک علاقے کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا تو اس کی بخشش ہوگئی۔''

کون ہے جو بندے اور توبہ کے درمیان حائل ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کے سچے طلب گار بنائے تاکہ فرشتوں کی معاونت حاصل ہو سکے اور ان کے نزول کی سعادت کو ہم پاسکیں۔ توبہ کرنے والے شخص کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ » [3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وان کثر قتله : ٢٧٦٦۔

[2] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب : ٣٤٧٠۔

[3] ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة : ٤٢٥٠۔ علامه البانی رحمه الله نے اسے حسن قرار دیا هے۔

”گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے گویا اس کے ذمہ کوئی گناہ ہی نہیں۔“

توبہ سے متعلق اگر فرمان رحمٰن پڑھ لیا جائے تو وہ اس حدیث سے بڑھ کر ہے کہ گناہ بھی نیکیوں میں بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴾ (الفرقان: ۷۰)

”سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے، اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربانی کرنے والا ہے۔“

ایک سعادت مند کے جنازے کے ساتھ فرشتوں کا چلنا

ایک سعادت مند جس کے جنازے کے ساتھ فرشتے چل رہے تھے، یہ صحابی رسول ﷺ تھے اور یہ شخص کتنی ہی عظمت کا مالک تھا، جس کی خاطر اللہ کریم نے اپنے فرشتوں کو نازل فرما دیا، جو اس کی میت کے ساتھ پیدل چل رہے تھے، عہد رسالت ﷺ میں یہ منفرد نوعیت کا جنازہ تھا۔ اس خوش نصیب صحابی (رضی اللہ عنہ) کا نہ تو نام ہی مل سکا اور نہ مزید وضاحت مل سکی۔ البتہ نزول الملائکہ کی سعادت اس کا مقدر بنی۔ اس کی دلیل سنن ابی داوٗد میں موجود ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

« أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ وَ هُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَىٰ اَنْ يَّرْكَبَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: اِنَّ

الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِيْ فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ وَ هُمْ يَمْشُوْنَ، فَلَمَّا ذَهَبُوْا رَكِبْتُ »[1]

''رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ چل رہے تھے، سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے سوار ہونے سے انکار فرما دیا، جب واپس ہوئے تو دوبارہ سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ سوار ہوگئے، جب آپ ﷺ سے اس بارے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے پیدل چل رہے تھے، ان کے چلتے ہوئے مجھے سوار ہونا گوارا نہ تھا اور جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔''

رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنے والوں پر فرشتوں کا نزول

رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنا ایمان کا جز ہے اور خیر و برکت کو سمیٹنے کا باعث بھی اور جو کوئی اس سے اعراض کرے، اس کے لیے تباہی ہی تباہی ہے اور ایسا بدبخت شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ درود پاک درجات کی بلندی، گناہوں کا کفارہ اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا راستہ ہموار کرنے والا انمول تحفہ ہے اور غموں سے نجات کا نسخہ ہے مگر درود پاک کے الفاظ کا مسنون ہونا ضروری ہے۔ درود اللہ رب العزت کی سنت اور اس کا حکم ہے اور اس کے ملائکہ کا کلام ہے۔ وہ سعادت مند حضرات جو درود پاک کو اپنا ورد بناتے ہیں، ان کے لیے کائنات کا رب اپنے معزز فرشتوں کو نازل ہونے کا حکم دیتا ہے اور وہ مقرب

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الرکوب فی الجنازة : ۳۱۷۷۔ المستدرك للحاكم، كتاب الجنائز، باب الماشي امام الجنازة و الراكب خلفها : ۱/۳۵۵۔ علامه البانی رحمه الله نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا هے۔ احکام الجنائز : ص/۹۷۔

فرشتے ایسے سعادت مند لوگوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اس کی دلیل سنن نسائی میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِّي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ » ①

"اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لوگوں کا سلام مجھے پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین پر گشت کرتے رہتے ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ » ②

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو میلا گاہ نہ بنانا، تم میرے اوپر درود پڑھو۔ بے شک تمھارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔"

ذکر الٰہی اور تقویٰ اختیار کرنے والے مسافر کے لیے فرشتے کا نزول

اللہ کریم کی رحمت کتنی وسیع ہے کہ جب اللہ کا بندہ سفر کی تیاری کرتا ہے، تو وہ اپنے سفر میں اپنے خالق و مالک سے ڈرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ذکر میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تو اس پرہیز گار بندے کا مالک خوش ہو کر اس خوش نصیب آدمی کے لیے ایک معزز فرشتہ نازل

---

① سنن نسائی، کتاب السهو، باب التسليم على النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ۱۲۸۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ھے۔

② ابو داؤد، کتاب المناسك، باب زيارة القبور : ۲۰۴۲۔ قال البانی رحمه الله و سنده حسن۔ هداية الرواة : ۸۸۶۔

فرما دیتا ہے، جو اس کا ہم سفر بن جاتا ہے بلکہ اس کے پیچھے سوار ہو جاتا ہے۔

یقیناً یہ فرشتہ معاون اور مددگار ہوتا ہے جو مسلسل سفر ختم ہونے تک اس کی رفاقت میں رہتا ہے۔ اس عظیم مسافر اور اللہ کی راہ میں نکلنے والے کی عظمت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ رَاكِبٍ يَخْلُوْ فِيْ مَسِيْرِهٖ بِاللّٰهِ وَ ذِكْرِهٖ، اِلَّا رَدِفَهٗ، مَلَكٌ، وَ لَا يَخْلُوْ بِشِعْرٍ وَ نَحْوِهٖ، اِلَّا كَانَ رَدِفَهٗ شَيْطَانٌ » [1]

”نہیں کوئی سوار علیحدہ ہوتا اپنے سفر میں اللہ اور اس کے ذکر کے ساتھ مگر اس کا ساتھی فرشتہ ہوتا ہے اور اسی طرح نہیں علیحدہ ہوتا ہے کوئی شعر گو (برے اور غلط اشعار) یا اس کی مثل کے ساتھ، مگر اس کا ساتھی شیطان ہوتا ہے۔“

دین کے طالب علم کے لیے فرشتوں کا نزول

دین اسلام کا علم سیکھنے والا جب علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اللہ کریم اس کی منزل کو آسان فرما دیتے ہیں اور اس کا نکلنا اللہ کی راہ میں شمار ہوتا ہے اور ایسے شخص کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیا جاتا ہے اور رحمٰن کے فرشتے اس خوش نصیب کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔
طالب علم کے اس عظیم مرتبہ کو حضرات ائمہ احمد، ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور الطیالس رحمہم اللہ نے نقل فرمایا ہے، حضرت ابو درداء اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] الترغیب و الترھیب، الترغیب فی ذکر اللہ لمن رکب دابتہ : ۲۳۱۴۔ مجمع الزوائد : ۱۰/۱۳۱۔ امام البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ھے۔ صحیح الجامع الصغیر : ۵۷۰۶۔ طبرانی فی الکبیر : ۱۷/۳۲۴۔

نے فرمایا:

« مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا، رِضًا بِمَا يَصْنَعُ »[1]

''جب بھی کوئی شخص اپنے گھر سے علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اس طالب علم کے لیے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر فرشتے اپنے پر رکھ دیتے ہیں۔''

کتنی سعادت اور عزت کی بات ہے کہ مخلص طالب علم کے لیے معزز فرشتے اپنے پر بچھا دیں۔ یہ اس لیے ہے کہ طالب علم اپنے رب کی رضا کو تلاش کرنے اور اس کے دین کو پھیلانے کے لیے یہ کام کرتا ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے تو اللہ کریم اس سے گہری الفت اور چاہت رکھتا ہے۔

قربِ قیامت مکہ اور مدینہ کے مومنوں کے لیے فرشتوں کا نزول

مکہ اور مدینہ دو امن و سلامتی والے شہر ہیں اور کونین کے تاجدار کا ان دو شہروں سے گہرا تعلق اور وابستگی تھی۔ پوری دنیا کے شہروں میں سے سب سے عزت و احترام والے یہ دو سلامتی کے شہر ہیں اور قربِ قیامت ان دو شہروں میں صرف مومن ہی رہ سکیں گے، باقی سب یوں نکال دیے جائیں گے جیسے کپڑے سے میل نکال دیا جاتا ہے۔

ان سعادت مند لوگوں کا تذکرہ جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں باقی رہ جائیں گے اور

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم: ٢٢٦۔ اس حدیث کو امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح الجامع الصغير: ٥٧٠٢، ٦٢٩٧۔

دجال ان شہروں کا رخ کرے گا تو زمین و آسمان کا رب ان کی حفاظت کے لیے فرشتوں کو نازل فرما دے گا۔ صحیح مسلم میں موجود ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، اِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةَ وَ لَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ تَحْرُسُهَا فَيَنْزِلُ بِالسَّبْخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ اِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَّ مُنَافِقٍ » [1]

''کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دجال نہ جائے، سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ اس کے راستہ پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور چوکیداری کریں گے، پھر دجال اس سر زمین میں اترے گا (مدینہ کے قریب) اور مدینہ تین بار (زلزلہ سے) کانپے گا اور اس میں جو کافر یا منافق ہوگا وہ دجال کے پاس چلا جائے گا۔''

دوسری لمبی روایت میں ہے کہ وہ کوئی بستی نہیں چھوڑے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے، دجال کہے گا:

''وہ مجھ پر حرام ہیں، میں ان دو شہروں میں جانے کی جب بھی کوشش کروں گا تو اپنے سامنے فرشتے کو ننگی تلوار کے ساتھ پاؤں گا اور وہ مجھے روک دے گا۔'' [2]

فکر آخرت اور ذکر الٰہی میں مشغول افراد کے لیے فرشتوں کا نزول

ملائکہ کے نزول کی سعادت سے فیض یاب ہونے والوں میں ایک خوش بخت وہ ہے جو

❶ صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب قصة الجساسة : ۲۹۴۳۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب قصة الجساسة:۲۹۴۲۔

ہمیشہ آخرت کی فکر میں اور اپنے رب کریم کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔لیکن یہ کام انتہائی مشکل ہے،مشکل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو بالکل کرنا ہی نہیں بلکہ ممکن حد تک فکر آخرت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ وقت فکر آخرت اور ذکر الٰہی میں گزرے اور اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ جیسے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ایمان کی فکر لاحق ہوئی ایسے ہمیں بھی ہونی چاہیے، ان کا واقعہ صحیح مسلم میں ہے۔سیدنا حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ جو کاتب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، وہ خود ہی بیان فرماتے ہیں:

''ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمائی اور دوزخ کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کے بعد میں گھر آیا اور بیوی بچوں سے ہنسی مذاق کیا، باہر نکلا تو مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے۔ میں نے کہا: ''حنظلہ منافق ہوگیا (یعنی ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت و دوزخ یاد دلاتے ہیں تو جنت اور دوزخ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں)۔'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''یہی میرا معاملہ ہے۔'' دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اپنی کیفیت بتائی، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اے اللہ کے رسول! حنظلہ منافق ہوگیا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا کہتا ہے؟'' میں نے سارا قصہ بیان کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میری بھی یہی کیفیت ہے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَّسَاعَةً، لَوْ كَانَتْ تَكُوْنُ قُلُوْبُكُمْ كَمَا تَكُوْنُ عِنْدَ الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، حَتّٰى تُسَلِّمَ عَلَيْكُمْ فِي الطُّرُقِ » [1]

''اے حنظلہ! یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے، اگر تمھارے دلوں کی حالت ایسی

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب فضل دوام الذكر و الفكر في امور الآخرة...... الخ: ٢٧٥٠۔

ہی رہے جیسے ذکر الٰہی کے وقت ہوتی ہے (جو کیفیت میرے پاس ہوتی ہے) تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں اور تمھیں راستوں میں سلام کریں۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَ فِيْ طُرُقِكُمْ وَ لٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَّ سَاعَةً، ثَلَاثَ مِرَارٍ » [1]

''(اگر تمھاری یہی حالت رہے) تو فرشتے تمھارے بستروں میں اور تمھارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ! یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔'' یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔''

[1] مسلم(ایضاً) : ۲۷۵۰۔

باب دوم
وہ اشخاص
کہ جن پر فرشتوں کا نزول ہوا

وہ اشخاص
کہ جن پر فرشتوں کا نزول ہوا

سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے لوگوں میں سے ایک مقرب ہستی سیدہ مریم علیہا السلام ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام وہ برگزیدہ شخصیت تھیں جن کا چناؤ عرش پر ہوا اور انھیں خیر النساء کا لقب ملا۔ ①

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مردوں میں بہت سارے مرد کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور آسیہ علیہا السلام فرعون کی بیوی کامل ہوئی ہیں۔'' ②

حضرت مریم علیہا السلام وہ شخصیت تھیں جنھیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اور ان کے لخت جگر

---

❶ صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ خدیجة...... الخ : ۳۸۱۵۔

❷ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللّٰہ تعالیٰ : ''اِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ يٰمَرْيَمُ......'' : ۳۴۳۳۔

عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ شیطان سے محفوظ رکھا گیا۔[1]

حضرت مریم علیہا السلام وہ سعادت مند خاتون تھیں جن کے لیے آسمان سے کھانا آتا تھا، سیدہ مریم علیہا السلام وہ مقدس عورت تھیں جن کے لیے ایک سے زیادہ مرتبہ فرشتے نازل ہوئے، یہ ان کی بزرگی کی بہت بڑی علامت تھی۔ ملائکہ کے نزول کی دلیل اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [آل عمران : ٤٢]

''اور جب فرشتوں نے کہا: ''اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کر لیا اور تجھے پاک کر دیا اور سارے جہان کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کر لیا۔''

اس آیہ مبارکہ میں فرشتوں کے نازل ہونے کے بعد حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت دینا کہ تجھے چن لیا گیا ہے اور تجھے پاک کر دیا گیا ہے اور تیرا یہ چناؤ جہاں بھر کی عورتوں میں سے ہے، یہ پہلی بشارت ہے جو سیدہ مریم علیہا السلام کو دی گئی۔ اور اس آیت سے فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام سے ہم کلام ہونا ثابت ہے اور یہ حضرت مریم علیہا السلام کے لیے سعادت کی بات تھی اور ان کی شان وعظمت کو بلند کرنے والی بات تھی۔

ایک دوسرے مقام پر پھر فرشتوں نے سیدہ مریم علیہا السلام کو بغیر باپ کے (یعنی مریم علیہا السلام کے خاوند کے بغیر) بیٹے کی بشارت دی اور یہ بشارت انوکھی اور حیران کن تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ "واذکر فی الکتاب مریم": ٣٤٣١ ـ مسلم: ٢٣٦٦ـ

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾
[آل عمران : ٤٥-٤٦]

''جب فرشتوں نے کہا: ''اے مریم! اللہ تعالیٰ تجھے اپنے کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے، جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے، جو دنیا اور آخرت میں صاحب عزت ہے اور وہ میرے مقربین میں سے ہے اور وہ لوگوں سے اپنے گھوارے میں باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا۔''

سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے فرشتوں کا یہ نزول دوسری مرتبہ تھا، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس تیسری مرتبہ بھی جبریل امین علیہ السلام آئے ہیں۔ اس کی دلیل سورۂ مریم میں اللہ رب العزت کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗٓ آيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴾ [مريم : ١٦ - ٢٢]

''اس کتاب میں مریم علیہا السلام کا بھی واقعہ بیان کر، جبکہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی جانب آئیں اور ان لوگوں کی طرف سے پردہ کرلیا، پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (جبریل علیہ السلام) کو بھیجا، پس وہ اس کے سامنے آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا، یہ کہنے لگیں: ''میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ بھی

اللہ سے ڈرنے والا ہے۔'' اس نے جواب دیا: ''میں تو اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔'' کہنے لگیں: ''بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے تو کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔'' اس نے کہا: ''بات تو یہی ہے لیکن تیرے پروردگار نے کہا: ''وہ مجھ پر بہت آسان ہے، ہم تو اسے لوگوں کے لیے نشانی اور (ذریعۂ) رحمت (و مہربانی) بنادیں گے اور یہ تو طے شدہ بات ہے۔'' پس وہ حاملہ ہوگئیں اور اسی وجہ سے وہ علیحدہ ہوکر ایک دور کی جگہ چلی گئیں۔''

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لیے فرشتوں کی آمد

وہ مقدس ہستی جس نے رسالتِ محمدی ﷺ میں سب سے پہلے فرشتے کے نزول کی سعادت حاصل کی، وہ رسول رحمت ﷺ کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات میں سے ایک گرانقدر انعام ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں، وہ ایک چوتھائی صدی آپ ﷺ کی رفاقت میں رہیں۔ اس دوران جب بھی رنج و الم کا وقت آیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تڑپ اٹھیں، سنگین اور مشکل ترین حالات میں آپ ﷺ پر اپنی دولت پیش کی۔

دعوت و جہاد کی تلخ ترین سختیوں میں آپ ﷺ کی شریک کار رہیں، آپ ﷺ کی خیرخواہی اور غم گساری کرتیں اور آپ ﷺ کو دلاسا دیتیں، آپ ﷺ کا دکھ بانٹتیں۔

جس وقت سارا زمانہ آپ کا انکار کرنے والا تھا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی تصدیق کرنے والی تھی۔ لوگ خون بہانے والے تھے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مرہم پٹی کرنے والی تھیں۔ وفا کی پیکر ہمیشہ دو جہانوں کی رحمت سمیٹنے میں مصروف عمل رہیں۔ یہ وہی ہستی ہے جس کے

بطن سے پیدا ہونے والی اولاد قیامت تک پیغمبر ﷺ کی پہچان کا نشان بنی رہے گی۔ یہ وہی اعلیٰ ترین ہستی ہے جس کی اولاد کو دنیا میں جنت کی بشارت ملی، جس کے داماد عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو دنیا میں جنت کا پروانہ ملا۔ یہ وہی ہستی ہے جس کے نواسے دنیا میں جنتی قرار پائے اور یہ وہی مقدس ہستی ہیں جن کے لیے سب سے پہلے جنت کی بشارت اور اللہ رب العزت کا سلام جبریل امین علیہ السلام لے کر ان کے گھر آئے اور جنت میں موتی کے محل کی بشارت دی۔ اس کی دلیل صحیحین میں موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

« أَتَىٰ جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَ مِنِّي، وَ بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَ لَا نَصَبَ » ①

”جبریل امین علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”اے اللہ کے رسول! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں، ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانا یا پانی ہے، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ انھیں ان کے رب کی طرف سے سلام کہیں اور میری طرف سے اور جنت میں ایک موتی کے محل کی بشارت دیں جس میں نہ شور وشغب ہوگا اور نہ درماندگی اور تکان۔“

کیا شان ہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی، جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، کونین کے تاجدار کی زوجہ محترمہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ سب سے پہلے اسلام کے لیے تکالیف برداشت کیں، سب سے پہلے اپنا مال نچھاور کیا، سب سے پہلے جبریل علیہ السلام کا نزول اور ان

① صحيح بخاري، كتاب مناقب الانصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة و فضلها: ٣٨٢٠ـ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة: ٢٤٣٢ـ

کا سلام پانے والی ہوئیں، کتنی عظمت کی مالک ہیں سیدہ خدیجہ علیہا السلام کہ جس نے سب سے پہلے جنت کی بشارت اور مالک کائنات کا سلام وصول کیا اور یاقوت کے محل کی مالک بنیں، شاید ہی کوئی اسلام میں اتنی عظمت پانے والا ہو جتنی عظمت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نصیب میں آئی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی وہ خوش نصیب عورت تھیں، جنھیں کائنات کی عورتوں پر فضیلت دی گئی اور جنت کی عورتوں پر بھی انھیں فضیلت دی گئی۔ [1]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بڑے مرتبے اور بہت زیادہ سعادت کی مالک ہیں۔ اسلام میں ان کی ذات چودھویں کے چاند کی طرح ہے۔ یہ وہ شخصیت ہیں جن سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبت تھی، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس کے صحن میں وحی اترے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس کے بارے میں کونین کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں:

''عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔'' [2]

جس کی گود میرے آقا کا تکیہ بنے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس کی گود میں کونین کے تاجدار نے جان دی، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس کا لقب صدیقہ ٹھہرا، بہر حال سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت نہ ختم ہونے والی ہے۔ جہاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے فضائل ہیں وہاں ان کی ذات کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا سلام پیش کرنا اور ان کا نزول بھی ہے۔ ان کے نزول اور سلام کی دلیل صحیحین میں موجود ہے۔

---

1. صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خدیجة رضی اللہ عنہا: ۲٤۳۰۔
2. صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا: ۳۷٦۹۔
صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضائل عائشة، ام المومنین رضی اللہ عنہا: ۲٤٤٦۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« يَا عَائِشُ! هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ: عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، تَرٰى مَا لَا أَرٰى » [1]

''اے عائش! یہ جبریل تمھیں سلام کہتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''وعليه السلام ورحمة الله وبركاته'' آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک دوسرے موقع پر بھی فرشتے کا نزول ثابت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، جَاءَنِي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، يَقُولُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ؟ فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ، فَإِذَا أَنْتِ هِيَ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ » [2]

''میں نے تجھے خواب میں تین راتوں تک دیکھا کہ ایک فرشتہ تجھے ایک سفید حریر کے ٹکڑے میں لایا اور مجھے کہنے لگا: ''یہ آپ کی بیوی ہے۔'' میں نے تیرے منہ سے کپڑا اٹھایا تو تو نکلی، میں نے کہا: ''اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہی ہوگا (یعنی یہ عورت مجھے ملے گی، اگر اس خواب کی کوئی اور تعبیر نہ ہو)۔''

---

1. صحيح بخاری، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا: ٣٧٦٨۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة، ام المومنين رضی اللہ عنہا: ٢٤٤٧۔
2. صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة ام المؤمنين رضی اللہ عنہا: ٢٤٣٨۔ صحيح بخاری، كتاب المناقب الانصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها: ٣٨٩٥۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا نزول

ملائکہ کے نزول کی سعادت پانے والوں میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور کہا:

« يَا مُحَمَّدُ! طَلَّقْتَ حَفْصَةَ وَ هِيَ صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَ هِيَ زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ جِبْرِيْلُ رَاجِعْ وَ أَنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ » [1]

"اے محمد! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دے دی ہے اور وہ روزے رکھنے والی ہے، قیام کرنے والی ہے اور وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت کی بیوی ہے۔"

اور حضرت قیس بن زید سے مروی روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا:

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کریں کیونکہ وہ آپ کی جنت میں بیوی ہیں۔"

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا نزول کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی سعادت اور مرتبے کی بات ہے اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رجوع کا حکم اللہ کی طرف سے تھا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول

یہ تینوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین شخصیتیں تھیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے

[1] المستدرك : ص٦/٢٤٠٦۔ سلسلة الصحيحة : ٢٠٠٧۔

آپ کی محبت بڑی نرالی تھی۔ ویسے تو ہر باپ کو اپنی بیٹی سے گہری الفت ہوتی ہے لیکن آپ ﷺ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت تھی، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے اللہ کے رسول کو ناراض کیا۔'' [1]

اسی طرح آپ ﷺ کا اپنے نواسوں حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے محبت اور پیار کا انداز بھی بڑا نرالا تھا۔ آپ ﷺ اپنے نواسوں کو اٹھاتے اور فرماتے:

''اے اللہ! میں حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔''

اور فرماتے: ''حسن وحسین رضی اللہ عنہما میرے دو پھول ہیں۔'' [2]

حضرات فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کے مناقب وفضائل پر لکھا جائے تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن میں اپنے اصل مقصد یعنی نزول الملائکہ کا تذکرہ کرتا ہوں، دوسرے فضائل کے ساتھ ساتھ ان تین سعادت مندوں کے نصیب میں فرشتوں کا نزول بھی شامل ہے۔ صرف نزول ہی نہیں بلکہ نزول کے ساتھ ساتھ جنت کی سرداری کی بشارت بھی، ان سعادت مند حضرات کا تذکرہ حضرات ائمہ احمد، ابن حبان، حاکم رحمہم اللہ وغیرہ نے نقل فرمایا ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَ يُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ » [3]

---

1. صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب فاطمة رضی اللہ عنہا: ٣٧٦٧۔
2. بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الحسن و الحسین: ٣٧٤٧، ٣٧٥٣۔
3. جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب ان الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة: ٣٧٨١۔ سلسله الصحیحة: ٧٩٦۔

”بے شک یہ فرشتہ اس رات سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا، اس نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے خوشخبری دے کہ بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔“

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ عظیم انسان تھے، آپ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت تھے، جن کے نصیب میں قرآن مجید کو جمع کرنا آیا۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار اشخاص نے قرآن کو جمع کیا اور وہ چاروں انصاری تھے: معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔“ میں نے ان سے پوچھا: ”ابو زید کون ہے؟“ انھوں نے کہا: ”میرے چچاؤں میں سے تھے۔“ [1]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بڑے اچھے قاریٔ قرآن تھے اور جبریل علیہ السلام کے نزول کی سعادت پانے والے تھے، یہ وہی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے جن کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا گیا کہ وہ کائنات کے امام سے کہیں کہ وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو سورۃ البینہ سنائیں، لہٰذا حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا:

”اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن سناؤں۔“ انھوں نے عرض کیا:

---

[1] مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: ٢٤٦٥۔

''کیا اللہ جل جلالہ نے میرا نام لیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اللہ تعالیٰ نے تمھارا نام لیا ہے۔'' تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔''[1]

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ رونا شکر اور بشاشت کا تھا کہ زہے نصیب مجھ مشت خاک کے کہ رب الافلاک نے میرا نام لیا ہے۔ یہ نتیجہ تھا قرآن سے الفت اور نبی ﷺ کی اتباع سنت کا۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول اور سلام

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں سے ایک سعادت مند شخصیت حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی ہے، حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ وہ خوش بخت تھے کہ جن کی قراءت اللہ کے حبیب ﷺ نے جنت میں سنی۔[2]

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند شخص تھے جن کے لیے جبریل امین علیہ السلام نازل ہی نہیں ہوئے بلکہ انھیں حضرت جبریل علیہ السلام نے سلام بھی کیا ہے۔ جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

« مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَهٗ جِبْرِيْلُ جَالِسٌ فِي الْمَقَاعِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَجَزْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ رَأَيْتَ الَّذِيْ كَانَ مَعِيَ

---

1. صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب قراءۃ القرآن ......الخ: ۷۹۹۔
2. مسند احمد: ۶/۱۵۱، ۱۵۲۔ الحاکم: ۳/۲۰۸۔ سلسلة الصحیحة: ۹۱۳۔

قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ وَ قَدْ رَدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ » [1]

"میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ کے ساتھ جبریل علیہ السلام مجلس میں بیٹھے تھے، پس میں نے انھیں سلام کیا اور گزر گیا، جب میں لوٹا اور نبی کریم ﷺ بھی لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو جانتا ہے میرے ساتھ کون تھا؟" میں نے کہا: "ہاں!" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انھوں نے تمھارے سلام کا جواب دیا ہے۔"

فرشتوں میں جبریل علیہ السلام اعلیٰ مرتبے کے فرشتے ہیں اور کسی کے لیے ان کا سلام اپنی مرضی سے نہیں ہوسکتا، یقیناً یہ سلام اللہ کی مرضی سے تھا اور جبریل امین علیہ السلام کا تشریف لانا اور زمین پر اس کے محبوب ﷺ کی مجلس میں بیٹھنا بھی خالق کائنات کی مرضی سے تھا اور یہ نصیب تھا حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت کو پانے والوں میں ایک سعادت مند حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما تھے۔ ان کے لیے فرشتے کے نزول کی دلیل طبرانی میں ہے۔ خود عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« كُنْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَنْ مَّعَنَا فِي الْبَيْتِ؟ قُلْتُ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَاجِبْرِيْلُ! وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ

[1] مسند احمد: ۵/ ۴۳۳۔ مجمع الزوائد: ۹/ ۳۱۳۔ طبرانی فی الکبیر: ۳۲۲۶۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ رَدَّ عَلَیْكَ السَّلَامَ »[1]

”ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے گھر میں تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو جانتا ہے گھر میں ہمارے ساتھ کون ہے؟“ میں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! کون ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام“ میں نے کہا: ”اے جبریل! اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک جبریل علیہ السلام نے تجھے سلام لوٹا دیا ہے۔“

حدیث نبوی ﷺ کا لکھنا اور پیغمبر ﷺ کی معیت میں رہنا بہت بڑا عمل ہے۔

سیدنا ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول سے فیض یاب ہونے والے معزز حضرات میں سے دو معزز ہستیاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ امت محمد ﷺ میں یہ دونوں شخصیتیں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں، ان کا مرتبہ و مقام بہت زیادہ ہے۔ ان کے فضائل پر لکھا جائے تو بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے، دنیا میں جنت کی بشارت پانے والے، عفت وعصمت کے پیکر، اللہ کے حبیب ﷺ کے لیے سب کچھ لٹا دینے والے، ہمہ وقت دامن رسالت سے چمٹے ہوئے جان و مال کو نچھاور کرنے والے، یہ ہستیاں جہاں بہت سارے فضائل و مناقب کی مالک ہیں وہاں فرشتوں میں سے سب سے اعلیٰ فرشتے جبریل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کے نزول کی سعادت کو بھی پانے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ وَ لِأَبِیْ بَکْرٍ مَعَ أَحَدِکُمَا جِبْرِیْلُ

---

[1] مجمع الزوائد: ۹/ ۱۵۴۔ طبرانی فی الکبیر: ۱۲/۱۳۔

وَ مَعَ الْآخَرِ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلُ مَلَكٌ عَظِيمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ اَوْ يَكُونُ فِي الصَّفِّ »[1]

''رسول اللہ ﷺ نے معرکہ بدر کے دن میرے لیے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا:
''تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل فرشتہ لڑائی میں بڑا حاضر ہوتا ہے یا ہوتا ہے صف میں۔''

دوسری روایت میں ہے کہ میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں میکائیل و اسرافیل علیہما السلام تھے اور ان کے ساتھ ہزار ہزار فرشتوں کا لشکر تھا اور پھر جناب جرائیل علیہ السلام بھی آ گئے اور ان کے ساتھ بھی ایک ہزار فرشتوں کا گروہ تھا اور سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے دائیں بائیں تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے میدان بدر میں میکائیل، اسرافیل اور جبریل علیہم السلام کے ساتھ تین ہزار فرشتوں کا نزول ہوا۔[2]

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے ستر ہزار فرشتوں کا نزول

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عظیم مرتبے اور انوکھی شان کے مالک تھے۔ انھیں نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا سردار قرار دیا اور انھیں دنیا میں جنت کے رومال کی بشارت دی۔[3]

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند شخصیت تھے جن کی زندگی پر مالک کائنات

---

1. مجمع الزوائد : ۵۸/۹۔
2. مجمع الزوائد: ۷۷/۶۔ مسند احمد :۴۱۱/۲۔ شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔
3. صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ: ۳۸۰۲۔۳۸۰۴۔

مسکرا دیے،[1] جس کی موت پر رب کریم کا عرش جھوم گیا[2] اور آسمان کے وہ فرشتے زمین پر نازل ہوئے جن کے قدموں نے اس سے پہلے زمین کو نہیں روندا تھا۔ یہ کتنی بڑی عظمت اور عزت کی بات ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے ان فرشتوں کی تعداد ستر ہزار ہو۔ یہ وہی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے جن کے بارے میں فرمایا گیا:

''اگر کوئی قبر کے جھٹکے سے بچ سکتا تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔''[3]

اس عظیم المرتبت شخص کے لیے ستر ہزار فرشتوں کے نزول کی دلیل امام بزار رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مسند بزار میں موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَقَدُ نَزَلَ لِسَعُدِ بُنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنُهُ سَبُعُوُنَ اَلُفَ مَلَكٍ مَا وَطِئُوا الْاَرُضَ قَبُلَهَا، وَ قَالَ حِيُنَ دُفِنَ سُبُحَانَ اللّٰهِ لَوِ انُفَلَتَ أَحَدٌ مِّنُ ضَغُطَةِ الْقَبُرِ لَانُفَلَتَ مِنُهَا سَعُدٌ »[4]

''بلاشبہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے وہ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جنھوں نے اس سے پہلے زمین کو نہیں روندا تھا۔'' جب دفن کیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سبحان اللہ! اگر کوئی قبر کے جھٹکے سے بچ سکتا تو سعد (رضی اللہ عنہ) ضرور بچ جاتے۔''

---

1. مجمع الزوائد: ۳۰۹/۹۔
2. صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ: ۳۸۰۳۔
3. مجمع الزوائد: ۳۰۸/۹۔
4. مجمع الزوائد: ۳۰۸/۹۔ سلسلة الصحیحة: ۱۶۹۵۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے فرشتوں کا اپنے پروں سے سایہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ بڑے بلند پایہ صحابیٔ رسول تھے۔ حضرت عبداللہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر مجھے اپنی بچیوں کی فکر نہ ہوتی تو اللہ کی قسم! یہ پسند کرتا کہ تم بھی میرے سامنے شہید ہوتے۔"[1]

یہ وہی عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے جن سے رب کریم نے سارے پردے ہٹا کر کلام کیا اور فرمایا:

"اے میرے بندے! جو چاہتے ہو مانگو۔"[2]

یہ کوئی معمولی بات نہیں، یہ سعادت صرف حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نصیب میں آئی ایک اور سعادت کہ ان پر فرشتوں کے پروں کا سایہ تھا، اس کی دلیل صحیح بخاری میں ہے، حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے:

"(احد کے دن) میرے والد کی میت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئی، کافروں نے ان کا مثلہ کر دیا تھا (یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے) تو میں اپنے والد کے چہرے سے بار بار پردہ ہٹاتا تو لوگوں نے مجھے منع کیا کہ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رونے والی کی آواز سنی، وہ عمرو کی بیٹی یا بہن تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مسند امام احمد : ۳۹۷/۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز)

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الشھادۃ فی سبیل اللہ : ۲۸۰۰۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

« لِمَ تَبْكِيْ؟ أَوْ لَا تَبْكِيْ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا » ①

''کیوں روتی ہو؟'' یا فرمایا: ''نہ رو، عبداللہ پر تو فرشتے اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔''

ایک صحابی کے لیے تیسرے آسمان کے فرشتے کی مدد

اس خوش نصیب صحابی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِيْ أَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ أَمَامَهُ، إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ، وَصَوْتَ الْفَارِسِ فَوْقَهُ يَقُوْلُ: أَقْدِمْ حَيْزُوْمُ! فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَ شُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ، فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ: صَدَقْتَ، ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَ أَسَرُوْا سَبْعِيْنَ » ②

''ایک مسلمان ایک مشرک کا تعاقب کر رہا تھا، اس نے مشرک کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''اے حیزوم! آگے بڑھ۔'' یہ کہنا

---

① صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب ظلّ الملائکة علی الشهید: ۲۸۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد اللّٰه بن عمرو بن حرام والد جابر رضی اللہ عنہما: ۲۴۷۱۔

② صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب الامداد بالملائکة فی غزوة بدر: ۱۷۶۳۔

تھا کہ مشرک زمین پر چت گرا، مسلمان نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس مشرک کی ناک میں سوراخ ہو گیا تھا اور اس میں نکیل لگی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ پھٹ گیا تھا، اس پر نیل پڑ گئے تھے۔ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سچ کہتے ہو، یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی۔'' پس مسلمانوں نے اس دن ستر کافروں کو مارا اور ستر کو قید کیا۔''

سیدنا حمزہ اور سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہما کے لیے فرشتوں کا نزول

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما احد کے روز حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« إِنَّ صَاحِبَكُمْ تَغْسِلُهُ الْمَلَائِكَةُ فَسَأَلُوا صَاحِبَتَهُ فَقَالَتْ: إِنَّهُ سَمِعَ الْهَائِعَةِ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِذٰلِكَ غَسَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ » [1]

''تمھارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔'' (اس کے متعلق جب) اس کی اہلیہ سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا: ''وہ ندائے جہاد سنتے ہی نکل گئے حالانکہ وہ جنبی تھے۔'' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی لیے اسے فرشتوں نے غسل دیا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« رَأَيْتُ الْمَلَائِكَةَ تُغَسِّلُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَحَنْظَلَةَ بْنَ

[1] مستدرك حاكم، ذكر مناقب حنظلة بن عبدالله رضی اللہ عنہ: ۳/ ۲۰۴۔ ارواء الغليل: ۷۱۳۔

الرَّاهِبِ »[1]

”میں نے فرشتوں کو دیکھا وہ حمزہ بن عبدالمطلب اور حنظلہ بن راہب رضی اللہ عنہما کو غسل دے رہے تھے۔“

مستدرک حاکم میں ہے:

« قُتِلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ جُنُبًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ غَسَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ »[2]

”حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جب قتل کیے گئے تو وہ جنبی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انھیں فرشتوں نے غسل دیا۔“

کیا شان و مرتبہ ہے ان شہداء کا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین!)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول

حضرت حسان رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند شخص تھے جن کی مدد کے لیے اللہ رب العزت نے جبریل علیہ السلام کو نازل فرمایا۔ ان کے لیے روح القدس کے نازل ہونے کا سبب وہ اشعار ہیں جن اشعار سے کفار کی ہجو کی گئی، یہ وہ شاعری ہے جسے قائد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ سخت قرار دیا اور یہ وہ ہجو تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین پہنچی اور آپ کا سینہ ٹھنڈا ہوا اور اسی ہجو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جل بھن گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ہجو کا حکم دیا اور دعا کی:

---

1. كنزل العمال: ٣٣٢٦١۔ صحيح الجامع الصغير: ٥١٣٣۔
2. مستدرك حاكم، كتاب معرفة الصحابة، باب ذكر اسلام حمزة بن عبدالمطلب: ١٩٥/٣۔

''اے میرے مالک! حسان کی جبریل علیہ السلام سے مدد فرما۔''

اور پھر خود ہی بشارت دی: ''اے حسان! ہجو کر جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔''

اس سعادت مند شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل امین کی مدد اور نزول پر دلالت کنندہ وہ حدیث ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' قریش کی ہجو کرو، کیونکہ ہجو انھیں تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سیدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: ''قریش کی ہجو کر۔'' اس نے ہجو کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی، پھر سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا پھر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، جب حسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: ''وہ وقت آ گیا کہ تم نے بلا بھیجا اس شیر کو جو اپنی دم سے مارتا ہے۔'' (یعنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے، گویا شعر گوئی کے شیر ہیں) پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اسے ہلانے لگے اور عرض کیا: ''قسم اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر بنا کے بھیجا! میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑا جاتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے حسان! جلدی مت کر، چونکہ ابوبکر قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی میں ہے تو وہ میرا نسب تجھے علیحدہ کر دیں گے۔'' پھر حسان رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پھر واپس گئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مجھ سے بیان کر دیا ہے، قسم اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش میں سے ایسے

نکال لوں گا جیسے بال آٹے میں سے نکال لیا جاتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ حسان سے فرماتے تھے: ''روح القدس ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے جب تک تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے جواب دیتا رہے گا۔'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''حسان نے قریش کی ہجو کی تو مومنوں کے دلوں کو تسکین دی اور کافروں کی عزتوں کو تباہ کر دیا۔'' حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کافروں کی ہجو بیان کرتے ہوئے کہا ؎

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ

وَ عِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذٰلِكَ الْجَزَاءُ

'' تو نے محمد ﷺ کی برائی کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا بدلہ ہے۔''

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا

رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَآءُ

''تو نے محمد ﷺ کی برائی کی، جو نیک ہیں، پرہیز گار ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وفاداری ان کی خصلت ہے۔''

فَإِنَّ أَبِيْ وَ وَالِدَتِيْ وَ عِرْضِيْ

لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَآءُ

''میرے ماں باپ اور میری آبرو محمد ﷺ کی آبرو بچانے کے لیے قربان ہیں۔''

ثَكِلْتُ بُنَيَّتِيْ اِنْ لَمْ تَرَوْهَا

تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَآءِ

''میں اپنی جان کو کھوؤں اگر تم نہ دیکھو اسے کہ اڑا دے گا غبار کو کداء کے دونوں جانب سے۔''

يُبَارِيْنَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلٰى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَآءُ

''ایسی اونٹنیاں جو باگوں پر زور کریں گی اپنی قوت اور طاقت سے اوپر چڑھتی ہوئی ان مونڈھوں پر وہ برچھے ہیں یا خون کی پیاسی ہیں۔''

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَآءُ

''ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے، ان کے منہ عورتیں پونچھتی ہیں اپنے سر بندھن سے۔''

فَإِنْ اَعْرَضْتُمُوْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا
وَكَانَ الْفَتْحُ وَ انْكَشَفَ الْغِطَآءُ

''اگر تم ہم سے نہ بولو تو ہم عمرہ کر لیں گے اور فتح ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔''

وَ اِلَّا فَاصْبِرُوا لِضِرَابِ يَوْمٍ
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

''نہیں تو تم اس دن کی مار کے لیے صبر کرو جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔''

وَ قَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَآءُ

''اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایک بندہ بھیجا جو سچ کہتا ہے، اس کی بات میں کچھ شبہ نہیں۔''

وَ قَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا
هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَآءُ

''اور اللہ نے فرمایا میں نے لشکر تیار کیا وہ انصار کا لشکر ہے جن کا کھیل کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔''

يُلَاقِي كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ
سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَآءُ

''ہم تو ہر روز ایک نہ ایک تیاری میں ہیں، گالی گلوچ ہے کافروں سے یا لڑائی ہے یا ہجو ہے کافروں کی۔''

فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
وَ يَمْدَحُهٗ وَ يَنْصُرُهٗ سَوَآءُ

''جو کوئی تم میں ہجو کرے اللہ کے رسول کی اور ان کی تعریف کرے یا مدد کرے وہ سب برابر ہیں۔''

وَ جِبْرِيْلٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا
وَ رُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَآءُ

''اللہ کے رسول جبریل ہم میں ہیں اور روح القدس جن کا کوئی مثل نہیں۔'' [1]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے:

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ: ۲٤۹۰۔

''اے حسان بن ثابت! کافروں کی ہجو کرو، جبرائیل تیرے ساتھ ہیں۔''①

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ! اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ »②

''اے اللہ! حسان کی روح القدس سے مدد فرما۔''

مقتل میں تکلیف آئے تو ''بسم اللہ'' کہنے پر فرشتوں کا نزول

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے روز جب مسلمان ادھر ادھر بھاگ گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان کی ایک طرف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان میں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

« مَنْ لِلْقَوْمِ؟ »

''کون ہے جو ان سے مقابلہ کرے گا؟''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں، اے اللہ کے رسول!'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ رہو۔'' انصار میں سے ایک شخص نے عرض کی: ''میں، اے اللہ کے رسول!'' آپ نے فرمایا: ''تم (ٹھیک ہے، تم مشرکوں کا مقابلہ کرو)۔'' اس نے مشرکوں سے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ

---

❶ مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ: ٢٤٨٦۔

❷ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ: ٢٤٨٥۔

مشرک اس جگہ ڈٹے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کا مقابلہ کون کرے گا؟'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ رہو۔'' ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: ''میں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ٹھیک ہے (تم مشرکوں کا مقابلہ کرو)۔'' وہ شخص مشرکوں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا اور آپ ﷺ اسی طرح فرماتے رہے اور ہر مرتبہ ایک ایک انصاری سامنے آتا رہا اور اپنے پیش رو کی طرح مشرکوں سے لڑتے ہوئے قتل ہوتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''مشرکوں کی قوم کا مقابلہ کون کرے گا؟'' تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''میں۔'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے گیارہ انصاریوں کے بقدر لڑائی کی، دوران لڑائی ان کے ہاتھ پر وار ہوا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں، انھوں نے ''حس'' کہا (یعنی سی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ »[1]

''اگر تو ''بسم اللہ'' کہتا تو فرشتے سب لوگوں کے سامنے تجھے اٹھا لیتے۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو واپس لوٹا دیا (یعنی ان کا زور ٹوٹ گیا)۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہاتھ کتنا خوش نصیب ہاتھ تھا، جو امام الانبیاء کی حفاظت کرتے ہوئے شل ہوا۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا، جو نبی کریم ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے

---

[1] سنن نسائی، کتاب الجهاد، باب ما یقول من یطعنه العدو : ۳۱۵۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

زخمی ہوا۔"[1]

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گڑھے میں گر گئے تھے اور ان کے جسم پر کم و بیش ستر زخم تھے۔[2]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سامنے جبریل اور میکائیل علیہما السلام کا نزول

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« لَقَدْ رَأَيْتُ يَوْمَ أُحُدٍ، عَنْ يَمِينِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَنْ يَسَارِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَ لَا بَعْدُ (وَ فِيْ رِوَايَةٍ) يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ »[3]

"بلاشبہ میں نے احد کے دن دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے انھیں نہیں دیکھا، (ایک روایت میں ہے) وہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے سعادت مند تھے کہ انھوں نے ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اس سے بڑھ کر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے سعد! تیر پھینکو، تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔"[4]

---

1. صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد: ٤٠٦٣۔
2. فتح الباری: ٧/٣٥٩۔
3. صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الملائکۃ معہ علیہ السلام: ٢٣٠٦۔
4. مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: ٢٤١١۔

اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

« لَقَدْ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ » ①

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا (یعنی فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں)۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ دنیا ہی میں جنت کی بشارت پانے والے ہیں۔

شرکائے بدر کے لیے فرشتوں کا نزول

معرکہ بدر میں شامل ہونے والوں کی شان و عظمت کو نہ تو تولا جاسکتا ہے اور نہ ان کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، تاہم ان کے لیے فرشتوں کے لشکروں کا نازل ہونا بڑی رفعت کی بات ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴾

[آل عمران : ۱۲۳۔ ۱۲۵]

''معرکہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمھاری مدد کی جب تم بڑی کمزور حالت میں تھے، اس لیے اللہ ہی سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار بنو (اور یہ شکر گزاری

---

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ: ۲٤۱۲۔

باعث نصرت اور امداد ہو)۔ جب آپ مومنوں کو یہ کہہ (کر تسلی دے) رہے تھے کہ کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ تعالیٰ کا تمھاری مدد کرنا تمھیں کافی نہ ہوگا؟ کیوں نہیں! بلکہ اگر تم صبر اور پرہیز گاری اختیار کرو اور یہ لوگ اسی وقت تمھارے پاس آجائیں تو تمھارا رب تمھاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جن پر نشان ہوں گے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴾ [الانفال: ۹]

''میں ایک ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے۔''

تیسرے مقام پر اہل بدر کو تسلی اور مالک کائنات کی خود اہل بدر کے ساتھ معیّت کے بارے ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴾ [الانفال: ۱۲]

''(اس وقت کو یاد کرو) جب آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمھارا ساتھی ہوں، سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ، میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ سو تم ان کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو۔''

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ کے لگ بھگ تھی، لیکن مد مقابل ایک ہزار کا آہن پوش لشکر تھا، اللہ کے حبیب ﷺ نے جب دیکھا تو قبلہ رو ہو کر بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا:

« اَللّٰھُمَّ! اَنجِزلِیُ مَا وَعَدُتَّنِیُ، اَللّٰھُمَّ! آتِ مَا وَعَدُتَّنِیُ، اَللّٰھُمَّ! اِنَّكَ اِنُ تُھلِكُ ھٰذِہِ الُعِصَابَةُ مِنُ اَھُلِ الُاِسُلَامِ لَا تُعُبَدُ فِی الُاَرُضِ »

''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما دے، اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدے کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ملیا میٹ ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی۔''

آپ ﷺ مسلسل قبلہ رو ہاتھ پھیلائے دعا کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک کندھے سے سرک گئی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! بس کیجیے، آپ نے اپنے رب سے بڑی دعا کر لی ہے۔''

ادھر مولائے کریم نے تسلی اور سکینت نازل فرمائی:

﴿ اِذُ تَسُتَغِیُثُوُنَ رَبَّکُمُ فَاسُتَجَابَ لَکُمُ اَنِّیُ مُمِدُّکُمُ بِاَلُفٍ مِّنَ الُمَلٰٓئِکَةِ مُرُدِفِیُنَ ﴾ [الانفال : ۹]

''(اس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمھاری فریاد سن لی کہ میں تمھیں ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی فرشتوں سے مدد کی۔ [1]

حضرت رفاع بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور سوال کیا:

''آپ لوگوں میں بدر میں حاضر ہونے والوں کا کیا مقام ہے؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں۔'' یا اس طرح کی کوئی بات کی تو

[1] صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب الامداد بالملائکة فی غزوة بدر: ۱۷۶۳۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ''اسی طرح ہم میں بھی وہ فرشتے افضل ہیں جو میدان بدر میں حاضر ہوئے تھے۔''[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف دیکھا اور فرمایا:

« اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، اَوْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ »[2]

''(اے اہل بدر!) جو چاہو کرو، تمھارے لیے جنت واجب کر دی یا (کہا) میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔''

غزوۂ بنی قریظہ و احزاب والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

اس غزوہ کی کیفیت کو دیکھ کر مسلمانوں کے قدم ڈگمگا گئے اور بد دلی کی کیفیت پیدا ہو گئی، کلیجے منہ کو آنے لگے، لیکن قربان جاؤں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس سخت پریشانی کی حالت میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں:

« اَللّٰهُمَّ! لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ »[3]

''اے میرے رب! آخرت کی زندگی کے علاوہ کوئی زندگی نہیں، تو میرے مہاجر اور انصار صحابہ کو بخش دے۔''

اور حالت یہ ہے کہ پیٹوں پر پتھر بندھے ہوئے ہیں اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس موقع پر کیا ردعمل ہے، سبحان اللہ! مٹی اٹھا رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

---

1. بخاري، كتاب المغازي، باب شهود الملائكة بدرا: ۳۹۹۲۔
2. بخاري، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرًا: ۳۹۸۳۔
3. بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب: ۴۰۹۸۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدَا

''ہم نے محمد (ﷺ) کی جہاد پر اس وقت تک بیعت کی ہے جب تک ہمارے جسم میں خون کا آخری قطرہ باقی ہے۔''

اور ایک روایت میں ہے ؎

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا اَبَدَا

''ہم نے محمد (ﷺ) کی اسلام (کی خدمت) پر اس وقت تک بیعت کی ہے جب تک سرتن سے جدا نہیں ہو جاتا۔''

اور اللہ کے حبیب ﷺ فرما رہے تھے ؎

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْآخِرَة
فَبَارِكْ فِي الْاَنْصَارِ وَ الْمُهَاجِرَة ①

''اللہ! بے شک خیر تو صرف آخرت میں ہے، تو میرے مہاجرین و انصار میں برکت ڈال دے۔''

ایسے سخت اور سنگین حالات میں اللہ کریم اپنے بندوں کو حوصلہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ○ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب: ٤٠٩٩، ٤١٠٠۔
صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة الاحزاب وھی الخندق : ١٨٠٤، ١٨٠٥۔

الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا○ ﴾ [الاحزاب: ۹۔۱۱]

”اے ایمان والو! اللہ نے جو تم پر احسان کیا اسے یاد کرو، جب تمھارے مقابلے میں بڑے لشکر آئے، پھر ہم نے ان کے مقابلے میں تند و تیز آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنھیں تم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب کو دیکھتا ہے۔ جب دشمن تمھارے پاس اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور تم اللہ کی نسبت (طرح طرح کے) گمان کرنے لگے، یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح جھنجوڑ دیے گئے۔“

غزوۂ خندق ہی میں جبریل امین علیہ السلام سامان حرب سے مسلح رسول کریم ﷺ کو پیغام دیتے ہیں: ”اللہ کی قسم! میں نے ابھی ہتھیار نہیں کھولے۔“ یہ بات صحیح بخاری میں موجود ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَ وَضَعَ السِّلَاحَ وَ اغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَ قَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ؟ قَالَ هَاهُنَا، وَ أَوْمَأَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »[1]

”رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خندق سے لوٹے اور انھوں نے ہتھیار اتارے اور غسل کیا، تو اسی وقت جبریل علیہ السلام آن پہنچے، ان کا سر غبار آلود تھا، کہنے لگے: ”آپ نے ہتھیار اتار دیے؟ اللہ کی قسم! میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں کھولے۔“ رسول

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب الغسل بعد الحرب و الغبار: ۲۸۱۳۔

اللہ ﷺ نے پوچھا: ”اب کہاں کا ارادہ ہے؟“ انھوں نے ایک طرف اشارہ کیا یعنی بنو قریظہ کی طرف۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”پھر رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کی طرف نکلے۔“

غزوۂ حنین والوں کے لیے فرشتوں کا نزول

حنین ہوازن اور ثقیف کا مسکن تھا، دونوں قبیلے تیر اندازی میں مشہور تھے اور یہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی تیاری کر رہے تھے، جس کا علم رسول اللہ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ بارہ ہزار کا لشکر لے کر ان قبیلوں سے جنگ کے لیے حنین تشریف لے گئے۔ یہ فتح مکہ کے بعد شوال کا واقعہ ہے۔

کفار نے بہت زیادہ تیاری کی ہوئی تھی، ان کے تیر انداز کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے، ادھر چند نئے مسلمانوں نے اپنی کثرت پر ناز کیا اور اللہ پر توکل گنوا بیٹھے تو اللہ رب العزت کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چنانچہ ہوازن کے تیر اندازوں نے اچانک تیر برسانے شروع کیے تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ میدان میں صرف سو کے قریب مسلمان رہ گئے، آپ ﷺ صحابہ کو پکار رہے تھے اور کبھی یہ کلمہ پڑھتے:

«أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبُ»[1]

”میں (سچا) نبی ہوں، جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے آواز لگائی تو ان کی آواز سن کر

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالی ” وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ“ : ٤٣١٦ ـ صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة حنين : ١٧٧٦ ـ

مسلمان سخت پشیمان ہوئے اور دوبارہ میدان میں آگئے اور پھر جم کر لڑے تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور سکینت نازل ہوئی جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا خوف دور ہو گیا۔ کتاب مقدس نے میدان حنین کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے:

﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ○ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ○ ﴾ [التوبة: ٢٥-٢٦]

”یقیناً اللہ نے بہت سے میدانوں میں تمھیں فتح دی اور حنین کی لڑائی والے دن، جب تمھیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا، لیکن اس نے تمھیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے نبی (ﷺ) پر اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنھیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ کفار کا یہی بدلا تھا۔“

اہل شام کے لیے فرشتوں کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو ملک شام میں بستے ہیں۔ شامی لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا کی اور انھیں خوشخبری دی کہ ان پر رحمٰن کے فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔ یاد رہے یہ ہر شامی کے

لیے نہیں بلکہ اس کے لیے ہے جو مخلص اور توحید کا اقرار کرنے والا اور شریعت محمدیہ ﷺ پر کار بند ہو، یہ سعادت اسی کو حاصل ہو سکتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار ہو۔ اہل شام کے لیے فرشتوں کے نزول کی دلیل حضرات ائمہ احمد، ترمذی اور حاکم رحمہ اللہ نے نقل فرمائی ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ طُوْبىٰ لِلشَّامِ فَقُلْنَا لِأَيِّ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا » ①

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم قرآن کو مختلف ٹکڑوں سے اکٹھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شام والوں کے لیے خوشخبری ہو۔'' ہم نے دریافت کیا: ''کس لیے اے اللہ کے رسول!؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ رحمٰن کے فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔''

اہل بقیع کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا نزول

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں سے ایک گروہ بقیع والوں کا ہے کہ ان کے لیے اللہ رب العزت نے اپنے مقرب فرشتے جبریل امین علیہ السلام کو اپنے رسول محمد ﷺ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اہل بقیع کے لیے اپنے بستر کو چھوڑ دیں اور رات کی تنہائی کی

① ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل الشام و الیمن : ٣٩٥٤۔ سلسلة الصحيحة : ٥٠٢۔

گھڑیوں میں اپنے رب سے اہل بقیع کے لیے بخشش کی دعائیں مانگیں۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام اہل بقیع کے لیے نازل ہوئے اور نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور انھیں اپنے رب کا حکم سنایا۔ اس حقیقت کو حضرات ائمہ احمد، نسائی اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہم نے نقل فرمایا ہے۔

محمد بن قیس بن مخرمہ بن المطلب نے ایک دن کہا:

''کیا میں اپنی اور اپنی ماں کی بات نہ بتاؤں؟'' ہم نے سمجھا کہ شاید وہ اپنی حقیقی والدہ کی بات کر رہے ہیں۔ کہنے لگے: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''کیا میں تمھیں اپنی اور رسول اللہ ﷺ کی روداد نہ سناؤں؟'' ہم نے کہا: ''ہاں! کیوں نہیں!'' تو فرمانے لگیں: ''ایک رات جس رات رسول اللہ ﷺ کے قیام کی باری میرے ہاں تھی، آپ ﷺ گھر آئے اور اپنی چادر رکھ دی، جوتے اتار کر پاؤں کے قریب رکھ دیے اور اپنی چادر کا ایک حصہ بستر پر بچھا کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر بعد جب انھیں اندازہ ہوا کہ میں سو چکی ہوں تو آہستہ سے چادر اٹھائی، چپکے سے جوتے پہنے اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے، پھر آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ چنانچہ میں نے بھی اوڑھنی سر پر رکھی اور تیار ہوگئی، پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتی رہی حتیٰ کہ آپ ﷺ بقیع میں تشریف لے گے۔ آپ ﷺ دیر تک ٹھہرے رہے پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی، جب آپ ﷺ واپس آئے تو میں بھی واپس آ گئی۔ آپ ﷺ نے تیز تیز قدم اٹھائے تو میں بھی تیز ہوگئی، آپ ﷺ نے دوڑنا شروع کیا تو میں بھی دوڑنے لگی۔ آپ ﷺ پہنچے تو میں بھی پہنچ گئی لیکن ذرا پہلے۔ بس میں لیٹی ہی تھی کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے، پوچھا: ''اے عائشہ! سانس کیوں پھول رہا ہے؟'' میں نے کہا: ''کوئی بات نہیں۔'' فرمایا: ''بتا دو تو ٹھیک ہے ورنہ اللہ علیم وخبیر بتا

دے گا۔'' میں نے کہا: ''میرے والدین آپ ﷺ پر نثار ہوں'' اور پھر ساری بات بتادی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ کالا سایہ جو میرے آگے تھا وہ تم تھیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں!'' پھر آپ ﷺ نے میرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا جس سے مجھے تکلیف ہوئی، پھر فرمایا: ''تمھارا کیا خیال ہے اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) تمھارے ساتھ ناانصافی کریں گے (یعنی میں کسی اور بیوی کے پاس چلا جاؤں گا؟)'' تب میں نے کہا: ''جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے (یعنی اگر آپ کسی اور بیوی کے پاس جاتے تو بھی اللہ دیکھتا تھا)۔'' پھر آپ ﷺ نے حقیقت حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

« فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي، فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ، وَ قَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ، وَ ظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوقِظَكِ، وَ خَشِيْتُ اَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ اَنْ تَأْتِيَ اَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ اَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: قُولِي: اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُسْلِمِينَ وَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَ الْمُسْتَأْخِرِينَ، وَ إِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ »[1]

''جب تو نے دیکھا اس وقت جبریل امین علیہ السلام آئے تھے، انھوں نے مجھے آہستہ سے بلایا تاکہ تمھیں خبر نہ ہو، میں نے بھی آہستہ سے جواب دیا تاکہ تمھیں خبر نہ ہو۔ وہ تمھارے پاس نہیں آسکتے تھے کیونکہ تم نے کپڑے اتار لیے تھے، میرا خیال تھا کہ تم سو چکی ہو، تمہیں جگانا پسند نہیں کیا اور مجھے اندیشہ تھا کہ تم ڈرو گی۔ جبریل

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها: ٩٧٤۔

امین علیہ السلام نے آ کر کہا: ''تمھارے رب نے حکم دیا ہے کہ اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول! میں (ایسے موقع پر) ان کے لیے کیا کہا کروں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کہو! مومن اور مسلمان گھر والوں پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں پر رحمت فرمائے، ہم بھی ان شاء اللہ تمھارے پاس پہنچنے والے ہیں۔''

کتنی عظمت والے ہیں اہل بقیع کہ جن کا رب جبریل امین علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کرے کہ اہل بقیع کے لیے دعا کرو۔ سچ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں تو اللہ سبحانہ ان کا ہو جاتا ہے۔

باب سوم
وہ اعمال
کہ جن کی نحوست سے فرشتے دور بھاگیں

وہ اعمال

کہ جن کی نحوست سے فرشتے دور بھاگیں

ہم نے پہلے ان اعمال کا ذکر کیا جن کی بنا پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور پھر ان خوش نصیب حضرات کا ذکر کیا جن کے لیے فرشتے نازل ہوئے تھے، اب آخر میں ان اعمال کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے سبب سے فرشتے نازل نہیں ہوتے بلکہ انسان سے نفرت کرتے ہوئے دور ہی رہتے ہیں، اگرچہ انسان کتنے ہی اعمال صالحہ کیوں نہ کرے۔ تو ان برے اعمال میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

کتا اور جاندار کی تصویر یہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کے ہوتے ہوئے رحمت کے فرشتے گھروں میں نہیں آتے، بلکہ انسان سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم مغرب کی اندھی تقلید میں نہ صرف کتوں کو گھروں میں رکھتے ہیں بلکہ ان سے اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر پیار کرتے ہیں اور اسے بڑے شوق سے پالتے ہیں اور کچھ کو تو کتوں سے اتنی محبت ہے کہ انہوں نے خود کو کتا کہنا شروع کر لیا ہے، یعنی سگ مدینہ اور سگ بغداد وغیرہ۔ آپ ﷺ نے شوق سے کتے پالنے سے سختی سے منع کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَ لَا صُورَةٌ » [1]

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں (جاندار کی) تصویر ہو۔''

فرشتوں کو کتوں اور تصویروں سے اتنی زیادہ نفرت ہے کہ اگر یہ کسی نبی کے گھر میں بھی ہوں تو فرشتے وہاں بھی داخل نہیں ہوتے۔ ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف اس وجہ سے نہیں آئے تھے کہ آپ ﷺ کے گھر میں کتے کا کوئی بچہ داخل ہو گیا تھا تو جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو گھر سے باہر نکلوایا اور اس جگہ کو اچھی طرح صاف کروایا تو پھر جبریل علیہ السلام آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« وَاعَدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ يَأْتِيهِ فِيهَا، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَ لَمْ يَأْتِهِ، وَ فِي يَدِهِ عَصًا، فَأَلْقَاهَا مِنْ يَدِهِ وَ قَالَ: مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ لَا رُسُلُهُ ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيرٍ، فَقَالَ يَا عَائِشَةُ! مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ هٰهُنَا؟ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا دَرَيْتُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتَنِي فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَأْتِ فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَ لَا صُورَةٌ » [2]

''جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ کیا لیکن وہ وقت آ گیا اور

---

1. مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ...... الخ: ٢١٠٦۔
2. مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان...... الخ: ٢١٠٤۔

جبریل علیہ السلام نہ آئے، اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی، آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور اس کے رسول (یعنی فرشتے) بھی۔'' پھر آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک کتے کا پلا (بچہ) چارپائی تلے دکھائی دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہاں یہ پلا کب آیا؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اللہ کی قسم! مجھے کوئی خبر نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے حکم دیا، وہ پلا باہر نکالا گیا تو اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام آئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں تمھارے انتظار میں بیٹھا تھا لیکن تم نہیں آئے؟'' انھوں نے کہا: ''یہ کتا جو آپ ﷺ کے گھر میں تھا، اس نے مجھے روکے رکھا تھا، ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

ابو داود کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں پانی چھڑکا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَقَالَ لِیْ اَتَیْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَكُوْنَ دَخَلْتُ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ عَلَی الْبَابِ تَمَاثِیْلُ وَ كَانَ فِی الْبَیْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِیْهِ تَمَاثِیْلُ » [1]

''میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور مجھے کہا: ''میں تمھارے پاس گزشتہ رات آیا تھا لیکن مجھے آپ کے پاس آنے سے ان تصویروں نے روک دیا جو آپ کے دروازے پر تھی۔'' تو اس وقت گھر میں ایک باریک کپڑے کے پردے تھے جس میں تصویریں تھیں۔''

---

[1] ابو داود، کتاب اللباس، باب فی الصور: ٤١٥٨۔

غور کیا جائے کہ پوری انسانیت کے رہبر حضرت محمد ﷺ اور ان کے پیارے نواسے حسین رضی اللہ عنہما نوجوانان جنت کے سردار کے گھر میں تصاویر اور کتا موجود ہوں تو ان کے گھر میں بھی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، تو میرے اور آپ کے گھر کی کیا حیثیت اور وقعت ہے جن میں تصاویروں اور کتوں کا ہونا ایک معمولی سی بات ہے، جسے گناہ ہی تصور نہیں کیا جاتا۔ ہمارے گھروں میں کپڑوں اور جوتوں پر تصاویر موجود ہیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ ہمارے گھروں میں رحمت کے فرشتے داخل ہوں، رحمت ہمارے گھر میں اترے اور سکینت ہمارے دلوں کو اطمینان پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آفات سے محفوظ فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین!)

گھر میں چرند پرند کی تصاویر لٹکانے سے بھی فرشتے نہیں آتے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

« قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَ قَدْ سَتَرْتُ عَلٰى بَابِيْ دُرْنُوْكًا فِيْهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الْأَجْنِحَةِ فَأَمَرَنِيْ فَنَزَعْتُهُ » [1]

”رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک نقشی پردہ لٹکایا ہوا تھا، جس پر پروں والے گھوڑوں کی تصاویر تھیں، آپ ﷺ نے حکم دیا تو میں نے اسے پھاڑ ڈالا۔“

ایک حدیث میں ہے کہ اس میں پرندوں کی تصاویر تھیں اور ایک میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

[1] مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان...... الخ : ٢١٠٧۔ بخاری، كتاب اللباس، باب ما وطى من التصاوير : ٥٩٥٥۔

''میں نے ایک چھوٹا تکیہ (یا گدا) خریدا جس میں تصویریں تھیں، جب آپ ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہ آئے، میں نے دیکھا آپ ﷺ کے چہرے پر غصہ ہے۔ میں نے کہا: ''یا رسول اللہ! میں توبہ کرتی ہوں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے، میرا کیا گناہ ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تکیہ اور (گدا) کیسا ہے؟'' میں نے کہا: ''اسے میں نے آپ ﷺ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لیے خریدا ہے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ، وَ يُقَالُ لَهُمْ: اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ » ①

''جنھوں نے یہ تصویریں بنائی ہیں انھیں عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا ان میں جان ڈالو؟'' پھر فرمایا: ''جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے نہیں آتے۔''

جس قافلہ میں گھنٹی یا کتا ہو اس میں فرشتے نہیں ہوتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ وَ لَا جَرَسٌ » ②

---

① صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورة الحیوان...... الخ: ۲۱۰۷۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامة: ۵۹۵۱۔

② مسلم، کتاب اللباس، باب کراهیة الکلب والجرس فی السفر: ۲۱۱۳۔

"فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ گھنٹا (میوزک، گھڑیال، جھنکار وغیرہ) ہو یا کتا ہو۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

« اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ » ①

"گھنٹا شیطان کا باجا ہے۔"

لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہر سفر میں گھنٹے، باجے، موسیقی اور ناچ گانا شامل ہوتے ہیں بلکہ ان کے بغیر نہ سواریاں سفر کرتی ہیں اور نہ گاڑیوں کے ڈرائیور گاڑیاں چلاتے ہیں (الا ماشاء اللہ)۔ اس کے برعکس مسلم ہی میں ہے کہ نیک اور متقی مسافر کے ساتھ فرشتہ سفر کرتا ہے اور اس کا محافظ بن جاتا ہے۔

کافر کی لاش، نشئی، جنبی اور خلوق خوشبو لگانے والے سے فرشتوں کی دوری

حضرت بریدہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ جِيْفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ، وَ الْجُنُبِ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ ـ وَفِيْ رِوَايَةٍ ـ اَلسُّكْرَانُ » ②

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تین شخص ایسے ہیں کہ فرشتے ان کے قریب

---

① مسلم، کتاب اللباس، باب کراھیة الکلب والجرس فی السفر: ۲۱۱۴۔

② سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخلوق للرجال: ۴۱۷۹۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ھے۔ لفظ "سکران" مسند بزار میں ھے، دیکھیے صحیح الجامع الصغیر: ۳۰۶۰۔ امام البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ھے۔

نہیں جاتے، ایک تو کافر کی لاش، دوسرا وہ شخص جو خلوق خوشبو لگائے ہوئے ہو (یہ ایک خاص قسم کا خوشبوئی مرکب ہے، جس میں زعفران کی زیادتی ہو) اور تیسرا جنبی مگر یہ کہ وضو کر لے۔'' اور ایک حدیث میں ہے کہ نشی جو نشے میں مدہوش ہو۔''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں رات کو اپنے گھر آیا اور میرے دونوں ہاتھ پھٹ گئے تھے، تو میرے گھر والوں نے میرے ہاتھوں پر زعفران کا خلوق لگا دیا، میں صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ مرحبا کہا اور فرمایا: ''جا اور اسے دھو ڈال۔'' پھر میں گیا اور اسے دھو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا ایک دھبا باقی رہ گیا تھا، میں نے سلام کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا اور نہ مرحبا کہا اور فرمایا: ''جا اسے دھو ڈال۔'' میں گیا اور اسے دھو ڈالا پھر آیا اور سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا:

« إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ، وَ لَا الْمُتَضَمِّخَ بِالزَّعْفَرَانِ وَ لَا الْجُنُبَ وَ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا نَامَ أَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَنْ يَتَوَضَّأَ » [1]

''فرشتے کافر کے جنازے پر خیر لے کر نہیں حاضر ہوتے اور نہ اس شخص کے جو زعفران لگائے ہوئے ہو اور نہ جنبی کے، لیکن آپ نے جنبی کو سوتے، کھاتے اور

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخلوق للرجال : ٤١٧٦۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ھے۔ صحیح الجامع الصغیر : ٣٠٦١۔ صحیح الترغیب للالبانی : ١٦٨۔

پیتے وقت رخصت دی کہ (غسل کی بجائے) وضو کر لے۔"
یاد رہے نبی ﷺ نے مرد کو زعفران سے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ [1]

جھوٹ بولنے سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں

جھوٹ منافق کی علامت ہے۔ شریعت میں جھوٹ کی بہت زیادہ مذمت آئی ہے۔ جھوٹ کے جہاں اور بہت زیادہ مفاسد ہیں وہاں ایک خرابی یہ ہے کہ جھوٹے انسان سے فرشتے دور بھاگتے ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ » [2]

"جب کوئی انسان جھوٹ بولتا ہے تو اس کے جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔"

فرشتے پاکیزہ روحوں کے مالک ہیں، نافرمانی اور برائی ان کی فطرت اور سرشت ہی میں نہیں اور جب بندہ جھوٹ بولے تو انہیں اتنا برا لگتا ہے کہ جھوٹ کی بدبو سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

❀❀❀

---

1. ابو داؤد، كتاب الترجل، باب في الخلوق للرجال: ٤١٧٩۔
2. ترمذی، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في الكذب: ١٩٧٢۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾ حٰم السجدة: 32-30

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے کہ) نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمھارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمھارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمھارے لیے موجود ہو گی (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے

دارالاندلس ®
اسلام کی نشرو اشاعت کا عالمی مرکز
ہملیک روڈ، چوبرجی لاہور، پاکستان
Ph: 92-42-7230549 Fax: 92-42-7242639 www.dar-ul-andlus.com